ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 05

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پس یہ بھی ایک انعام ہے جو خلافت کی رسّی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو اس زمانے میں عطا فرمایا ہے جو جماعت کو جوڑنے کا ذریعہ ہے۔ آپس میں محبت اور پیار اور الفت قائم کرنے کا ذریعہ ہے، جو آپس کے للّٰہی تعلق کی وجہ سے ایک وجود بن چکے ہیں۔ اور یہی پیار اور محبت اور الفت ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہم پر ایک احسانِ عظیم ہے جس نے جماعت کو تمکنت عطا فرمائی ہے اور یہی چیز ہے جو آج کل مخالفین کے غضب کو بھڑکانے والی بن رہی ہے اور دن بدن اُن کے غضب بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس دور میں جب ہر وقت ہر جگہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے تو ہم خلافت کے انعام کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس زمانے میں عافیت کا حصار ہیں، کی بیعت میں آ کر ان فتنوں سے محفوظ ہیں۔

پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑیں اور اس رسّی کو پکڑنے اور اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والے بھی وہی ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ اور عبادت کے لئے پھر خلافت سے منسلک ہونے والوں کو جو راستہ بتایا ہے وہ نمازوں کا قیام ہے۔ پس یہ حبل اللہ پھر عبادت کی طرف بھی توجہ دلائے گی اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ دلائے گی تا کہ اُن کی ادائیگی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بنیں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 مئی 2013ء صفحہ 10)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ

112سال قبل مئی کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت جیسی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا۔ اب تک کی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ ہر طرح کے نامساعد اور مخالفانہ حالات کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے بے حد و شمار ترقیات سے ہمکنار ہوئی ہے۔ دوسری طرف جو بھی دشمن بن کر اس سے ٹکرایا وہ پاش پاش ہوا اور جو اس سے کنارہ کش ہوا وہ بھی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوا میں اِدھر اُدھر بھٹک کر منظر سے غائب ہوا۔ ایسے مخالفین کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے کمزور اور نہتی جماعت احمدیہ کو تباہ و برباد کر دینے کے دعوے کئے جنہوں نے اس کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دینے کی ڈینگیں ماریں اور کسی نے اسے کینسر قرار دے کر جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کے عزم ظاہر کئے۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ساتھ باندھے ہوئے عہدِ بیعت کے باوجود جماعت احمدیہ پر سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ عقائد سے منحرف ہوجانے کا الزام لگا کر علیحدگی اختیار کر لی۔ وہ لوگ ظاہری اور دنیوی علم و تجربہ اور اثر و رسوخ میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ 99فیصد افرادِ جماعت اُن کے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ لوگ اپنے آپ کو خلافت سے کاٹ لینے کے نتیجہ میں ایسے بے یار و مددگار ہو گئے کہ دیکھتے دیکھتے آخرِ شب ستاروں کی طرح ہمیشہ کے لئے غروب ہونے لگے اور ان کے 99فیصد والے سارے دعوے انا ننقص الارض من اطرافھا کی تفسیر بن کر دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اس کے بالمقابل خلافت سے وابستہ جماعت پر ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کا ایسا فضل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو دنیا کے 213ممالک میں پھیلا دیا اور عقائد سے انحراف کے الزام کا پول بھی کھل گیا کیونکہ اگر جماعت احمدیہ نے عقائد میں تبدیلی کی ہوتی تو خدا تعالیٰ کبھی اس کا ساتھ نہ دیتا۔

ایک جرمنی کو ہی لے لیجئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے افرادِ جماعت احمدیہ کی تعداد قریباً پچاس ہزار ہو چکی ہے جو اڑھائی صد مقامی جماعتوں کے نظام میں پروئے ہوئے ہیں، لاکھوں کی تعداد میں قرآن کریم مع جرمن ترجمہ شائع کرنے کی توفیق مل چکی ہے، دیگر بیسیوں کتب کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہی پچاس سے زائد کتب کے جرمن زبان میں تراجم شائع کئے جا چکے ہیں۔ پچاس سے زائد مساجد تعمیر کرنے کی توفیق مل چکی ہے جبکہ خلافت سے منحرف ہونے والوں نے ابتدائی زمانہ میں محض ایک مسجد تعمیر کی تھی مگر بعد میں اس کا بھی کوئی پُرسانِ حال نہ رہا۔ یہاں تک کہ ان کی یہ واحد مسجد بھی اب مالکوں کی طرف سے دیکھ بھال نہ کئے جانے کے باعث محکمہ آثارِ قدیمہ کی تحویل میں جا چکی ہے، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ اعداد و شمار ہمیں اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ آج ہماری ساری ترقیات اور کامیابیاں محض اور محض خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہیں۔ خدا کا یہ فضل ہم کسی طاقت اور چالاکی یا دنیوی سیاست کے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتے بلکہ اُن دعاؤں کے ذریعہ نصیب ہوسکتا ہے جو دراصل خلافت کی بنیاد ہیں۔ ان دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں رمضان المبارک بھی دیکھنا نصیب ہو رہا ہے۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے دعا اور اس کی قبولیت کا مضمون جوڑا ہے۔ پس آئیں رمضان المبارک کے ان مقدّس اور مقبول لمحات کو اپنی دعاؤں سے آباد کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی نعمت سے سرفراز رکھے اور تا ابد اس کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے، آمین۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

1441ہجری قمری | مئی 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 05 | ہجرت 1399ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

سرِورق

احسان اللہ ظفر

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں
https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

فہرست مضامین

04 قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

05 تبرکات

06 کرتا ہے معجزوں سے وُہ یار دِیں کو تازہ

07 خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے

09 حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی مشابہت

12 خلافت روحانی زندگی کی ضامن

16 ایک عظیم الشان کشف

17 ہمیں اپنے طرز عمل میں تبدیلی کرنا ہو گی اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے

23 ہوٹل آڈلون میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی سرکردہ شخصیات سے ملاقات

26 ADLON ہوٹل، ایک تعارف

27 رمضان المبارک کا آخری عشرہ، اعتکاف اور لیلۃ القدر

30 گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (تعارف کتب)

31 مئی کا مہینہ اور ہجرت کا عہد آفرین واقعہ

35 عید الفطر اور صیامِ شوّال کے احکام و مسائل

37 حقیقی ایمان والوں کی بے مثال قربانیوں کے نظّارے

40 یہ شہید، یہ ہیرے، یہ قطب ستارے

44 دو نہایت مخلص اور باوفا خدام کی وفات

45 بلانے والا ہے سب سے پیارا

46 جرمنی بھر میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

47 جرمنی میں کورونا وائرس

سرورق پر سجی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

31

04

09

12

16

17

07

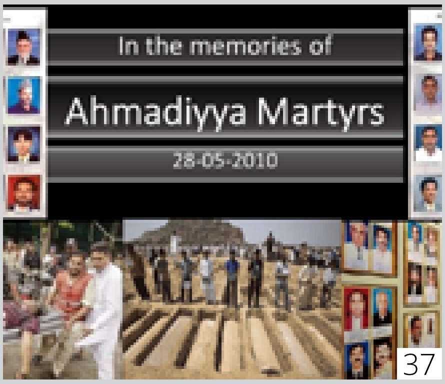

37

35

27

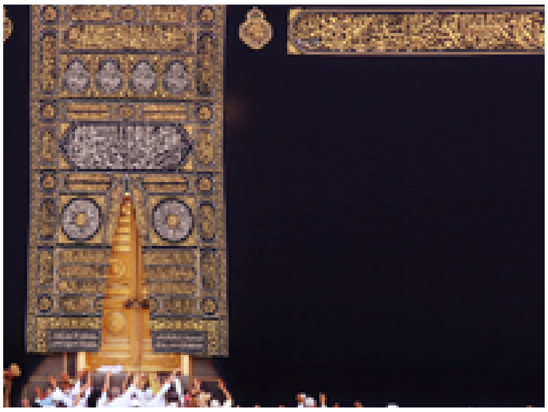

قال اللہ جل جلالہ

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ

(اٰل عمران:104)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاوٴ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ-: ''اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِى: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ; فَإِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُودُ، وَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى الَّتِي لَا انْفِصَامَ لَهَا''۔

(کنزالعمال کتاب الفضائل باب فضائل ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما)

حضرت ابوالدّرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد جو لوگ (جانشین) ہوں گے ان کی اطاعت کرنا یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ، یقیناً یہ دونوں اللہ کی کھینچی ہوئی رسی ہیں جس نے ان دونوں کو تھاما اس نے اللہ کی مضبوط رسی کو تھاما جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاوٴ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاوٴ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاوٴ گے خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاوٴ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آوٴ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاوٴ۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

تبرکات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی"۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 225)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اُسی کی مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اُس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گی۔ میرا فرض ہے کہ جماعت کو متحد رکھوں اور انہیں متفرق نہ ہونے دوں اس لئے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کرنا میرا کام ہے اور اِنۡ شَاءَ اللّٰہ آسمان سے میری مدد ہو گی۔ (انوار العلوم جلد 2 ص 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

پس میں خلیفہ اس لئے نہیں ہوں کہ تم میں سے کسی گروہ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں خلیفہ اس لئے ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا اور خلیفہ بنایا اور پیار کے ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ غرض خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ انسانوں کا یہ کام ہی نہیں اور جن کو خدا خلیفہ بناتا ہے وہ انسانوں کے کام پر تھوکتے بھی نہیں اور نہ اُن کی پرواہ کرتے ہیں۔ خلافت حقہ اصولی طور پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے پہچانی جاتی ہے... کہ خدا تعالیٰ خود اپنی حکمت کاملہ سے جس کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا، خود مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت تھی لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ اُس نے مجھے خلیفہ بنایا اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے جس کو اِس وقت خلیفہ بنایا ہے، اس سے وہ پیار بھی کرتا ہے اور اس کی تائید بھی کرتا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کی نصرت بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ خلافت حقہ ہے۔ (خطبات ناصر جلد چہارم ص 96، خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مارچ 1972ء بمقام مسجد مبارک، ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"یاد رکھیں اگر آپ خلیفۃ المسیح سے آپ کی بیعت سچی ہے، اگر خلیفۃ المسیح پر آپ کو اعتماد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور آج دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی نمائندگی کا اس کو حق حاصل ہے تو پھر اپنے فیصلوں اور اپنی آراء کو اس کی رائے پر اور اس فیصلے پر کبھی ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا۔ اور قرآن کریم کی آیت آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے گی"۔ (خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 761، 762)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرکے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کرلے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطبہ جمعہ 21/ مئی 2004ء)

کرتا ہے معجزوں سے وُہ یار دِیں کو تازہ

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
عقل و خِرَد یہی ہے فہم و ذَکا یہی ہے

مِلتی ہے بادشاہی اِس دِیں سے آسمانی
اَے طالبانِ دولت! ظِلِّ ہُما یہی ہے

سب دیں ہیں اِک فسانہ شِرکوں کا آشیانہ
اُس کا ہے جو یگانہ چہرہ نما یہی ہے

سَو سَو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مُدّعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وُہ یار دِیں کو تازہ
اِسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نِشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اَے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

کِس کام کا وُہ دِیں ہے جس میں نِشاں نہیں ہے
دِیں کی مِرے پیارو! زرّیں قبا یہی ہے

(انتخاب از درثمین)

خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام

خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے

مکرم حسنات احمد صاحب نے بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2018-2012ء خدمت کی توفیق پائی۔ ان کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب مؤرخہ 25 اکتوبر 2019ء کو مہدی آباد میں منعقد کی گئی۔ جسے سیدنا حضرت امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے موجودہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم احمد کمال صاحب کی درخواست پر ازراہ شفقت رونق بخشی اور خطاب فرمایا۔ اس موقع پر جرمنی بھر کی مجالس کے قائدین اور مرکزی و ریجنل عہدیداران شامل تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا متن ہدیہ قارئین ہے۔

تشہد اور تعوّذ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج کی یہ تقریب جانے والے صدر خدام الاحمدیہ کے اعزاز میں ہے۔ انہوں نے صدارت کا چھے سال کا اپنا دَور مکمل کیا، گو کہ ابھی خدام الاحمدیہ میں ہیں۔ اور گزشتہ سال سے موجودہ صدر کو صدارت کا کام سنبھالے ہوئے ایک سال ہو چکا ہے۔ خدام الاحمدیہ میں کام کرنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں بڑا اچھا کام کرنے والے ہیں۔ جانے والے صدر صاحب کو میں صرف یہ کہوں گا کہ اب بھی جو بعض جماعتی ذمہ داریاں ان پر ڈالی گئی ہیں ان جماعتی ذمہ داریوں کی وجہ سے ان میں ایک خادم کی حیثیت سے پہلے جو خدمت کا ایک جذبہ تھا وہ ختم نہیں ہو جانا چاہیے۔ یہ نہ سمجھیں کہ بعض عہدے ان کو مل گئے تو عُہدے کی وجہ سے میرا کوئی اونچا مقام ہو گیا ہے۔ بلکہ ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سَیِّدُالْقَوْمِ خَادِمُھُمْ کہ قوم کا سردار اس کا خادم ہوتا ہے۔ یہ روح اگر ہمارے ہر عہدیدار میں پیدا ہو جائے تو ایک انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ نظمیں آپ پڑھتے ہیں۔ پُرجوش تقریریں بھی کر لیتے ہیں۔ بڑے اظہار بھی کر لیتے ہیں۔ ترانے بھی پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن عملاً فائدہ اسی وقت ہوتا ہے جب آپ کی سوچ آپ کے ان الفاظ کا ساتھ دے رہی ہو۔ آپ کا عمل آپ کے ان الفاظ کا ساتھ دے رہا ہو۔ پس آنے والے صدر کو بھی خیال رکھنا چاہیے اور جسے ایک لمبا عرصہ خدمت کرنے کا موقع ملا اور دوسری جگہ خدمت کا موقع مل رہا ہے اس کو بھی یاد رکھنا چاہیے اور ہر عہدیدار کو امیر سے لے کے نچلی سطح تک ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ وہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرما رہا ہے اور یہ کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ پس اس فضل کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

قائدین بھی یہاں بیٹھے ہیں ان کو بھی خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بتا دوں کہ خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لیے وہ عہد بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت یہ نہیں ہے کہ

اوپر دی گئی تصویر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تقریب سے خطاب فرما رہے ہیں جبکہ سٹیج پر دائیں سے بائیں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم حسنات احمد صاحب سابق صدر، مکرم احمد کمال صاحب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیوٹ سیکرٹری حضور انور بیٹھے ہیں۔

صرف عمومی کی ڈیوٹی دے دی یا حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی دے دی۔ یہ کام تو اور دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ اصل حفاظت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو پھیلایا جائے۔ ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور نئی نسل کو سنبھالا جائے۔ صرف یہ دعویٰ کر لینا کافی نہیں کہ ہم دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ یہ لڑائی کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ آج کل کی لڑائی، آج کل کا جہاد یہ ہے کہ باتوں پر عمل کیا جائے۔ اور یہی وہ اصل کام ہے جو خدام الاحمدیہ نے کرنا ہے۔ ہر قائد کا کام ہے، ہر زعیم کا کام ہے، ہر ناظم کا کام ہے، ہر مہتمم کا کام ہے اور صدر صاحب کا کام ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو باتیں کہی جاتی ہیں۔ آپ تقاریر میں سنتے ہیں یا جو خطبات سنتے ہیں ان پر عمل کریں اور ان پر عمل کروائیں۔ اپنے نمونے پیش کریں گے تو دوسرے بھی اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

مجھے یاد ہے میری خلافت کے شروع میں مبشر ایاز صاحب نے مجھے لکھا کہ خلفاء کے خطبات اور تقاریر کا مجموعہ شائع ہوتا ہے۔ اور ان کے جانے کے بعد شائع ہوتا ہے جبکہ ان کی زندگی میں ہونا چاہیے۔ اس لیے انہوں نے لکھا، اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میری خواہش ہے کہ خلافتِ خامسہ کے دور کے جو میرے خطبات ہیں وہ ساتھ ساتھ ہر سال شائع ہوتے رہیں۔ میں نے اجازت دے دی اور بات بھی یہی ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کے خلفاء میں، اور آئندہ بھی ان شاء اللہ خلفاء آتے رہیں گے، ہر ایک کا ایک دور رکھا ہوا ہے۔ اور ہر دور کے مطابق خود رہ نمائی فرماتا رہتا ہے۔ اور جو موجودہ وقت کے تقاضے ہیں اس کے مطابق خلیفۂ وقت رہ نمائی کرتا ہے۔ اس لیے وہ دور جب ختم ہو جائے اور جب نئے خلیفہ کا انتخاب ہو جائے اور نئے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ یہ اعزاز عطا فرما دے تو پھر اس کے مطابق ہی چلنا ہوگا جس طرح وہ رہ نمائی کرے نہ کہ پرانی کتابیں شائع کرنے سے۔ ٹھیک ہے بعض تاریخی چیزیں بھی ان میں مل جاتی ہیں۔ بعض علمی باتیں بھی مل جاتی ہیں۔ وہ شائع ہونی چاہئیں۔ لیکن عمل کے لیے ضروری ہے کہ خلیفۂ وقت کی بات کو سنو۔ اس پر عمل کرو۔ نہ یہ کہ اس سے منشاء یہ تھا یا وہ تھا۔ بعض لوگ آپس میں جب بات کر رہے ہوں تو عہدیداروں کی طرف سے یہ ہوتا ہے کہ نہیں خلیفۂ وقت نے جو یہ الفاظ کہے تو ان کا منشاء یہ تھا۔ اگر منشاء یہ تھا یا وضاحت کی ضرورت ہے تو خلیفۂ وقت موجود ہے اس سے پوچھو۔ اور اگر سابق خلفاء کی باتیں تھیں اور ان کا منشاء تھا تو اس کا فیصلہ کرنا بھی خلیفۂ وقت کا کام ہے کہ اُس بات کی کیا تشریح ہوگی یا حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے ہیں یا ان کی باتیں ہیں تو اس کی کیا وضاحت ہوگی۔ یہ کام ہر عہدیدار کا نہیں ہے۔ یہ باتیں کہ اس کی تشریح کیا ہونی ہے یہ فیصلہ کرنا خلیفۂ وقت کا کام ہے۔ اس لیے خدام الاحمدیہ ہمیشہ یاد رکھے، ہر عہدیدار ہمیشہ یاد رکھے کہ آپ نے خلیفۂ وقت کے الفاظ کو دیکھنا ہے، اس کی باتوں کو سننا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور پرانے منشاء اور پرانی باتیں کھنگالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ جب تک بہتر سمجھتا ہے ایک خلیفہ کو زندگی دیتا ہے اور اس کے کام کو جاری رکھتا ہے۔ اور جب وہ بہتر سمجھتا ہے تو ایک دور ختم ہو جاتا ہے اور اگلا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس بات کو، اس حقیقت کو سمجھنے کی ہر ایک عہدیدار کو کوشش کرنی چاہیے۔ اور خدام الاحمدیہ کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ جب خلافت کے نظام کی حفاظت کی ذمہ داری ان پر ہے تو حفاظت اسی طرح ہے کہ اپنے نوجوانوں میں، اپنے بچوں میں یہ روح پیدا کریں کہ تم نے خلیفۂ وقت کی باتوں کو سننا ہے اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اور یہی حقیقت ہے جو خلافت کی حفاظت کا اہل بناتی ہے ورنہ اس کے علاوہ سب باتیں ہی ہیں۔ پس میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ حقیقی رنگ میں خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اور خلیفۂ وقت کے حقیقی مددگاروں میں سے ہوں، سلطانِ نصیر ہوں۔ اور خلافت احمدیہ کا جو ادارہ ہے اس کی حقیقی رنگ میں حفاظت کرنے والے ہوں اور وہ یہی ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ پر عمل ہو اور عمل کروانے کی کوشش ہو اور اس کو پھیلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 15/ نومبر 2019ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے ساتھ

حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ

کی مشابہت

مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ یعنی روحوں کے بھی جوڑے ہوتے ہیں۔ اس سے مراد تھی کہ سچے اور مخلص مومنین کی روحانی حالت ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ ان کی عبادت، خدا سے تعلق، مخلوق خدا سے ہمدردی، ان کے رجحانات و ارادے اور نیک اعمال آپس میں اتنے ملتے جلتے ہوتے ہیں کہ گویا وہ روحانی طور پر جڑواں بھائی ہوں۔ جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی تو اس کی آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں خبر دی گئی کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اور روحانی بعثت بعد میں آنے والی مومنوں کی ایک ایسی جماعت میں بھی ہوگی جو ابھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نہیں ملی۔ اس میں دراصل آنحضرت ﷺ کی متابعت و مشابہت کاملہ میں آنے والے عظیم الشان فارسی الاصل مہدیٔ آخر زمان کی پیشگوئی تھی۔ ہمارا ایمان ہے وہ رجل فارس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام ہیں اور آپ کے ہی وجود میں آنحضرت ﷺ کی روحانی طور پر بعثت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ میں وہی رنگ پیدا کر دیا تھا جو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ میں تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اس ضمن میں سب بڑی سے مثال آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو جاں نثار ساتھیوں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ جنہیں اپنے مطاع کے وصال کے بعد ان کا جانشین اور خلیفہ اوّل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان ہر دو صحابہ کرام میں حیرت انگیز طور پر بعض مشابہتیں ہیں جو اس امر پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں کہ ؎

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

خیرِ امّت ہونے کا اعزاز

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ میں فرمایا: ابوبکر خَیرُ النّاسِ الا اَنْ یَکُوْنَ نَبِّیٌ (الجامع الصغیر للسیوطی علیہ الرحمہ) یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ میری امت میں سب سے بہتر ہیں، ہاں اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر اس نبی کا مقام ابوبکرؓ سے بلند ہوگا۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی دینی خدمات، مالی قربانیاں، اطاعت رسول، عبادات اور حُبِّ رسولؐ کو دیکھتے ہوئے خیر النّاس کا خطاب عطا فرمایا تاکہ امت کے لوگوں کو تحریص ہو اور وہ بھی اپنے اندر ابوبکرؓ جیسی اچھی صفات پیدا کریں۔ بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی حضرت مولوی نورالدین خلیفہ اوّلؓ کے بارے میں فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

یعنی کیا ہی اچھا ہو اگر امت کا ہر فرد نورالدین جیسا

ہوجائے اور ہر ایک دل میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر مکمل یقین کا نور بھر جائے۔ اس شعر کا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نثر میں یوں بیان فرمایا: ''دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔مولوی صاحب پہلے راست بازوں کا ایک نمونہ ہیں''۔(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 ص 522)

مالی قربانی میں مشابہت

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا تھا: مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ (ترمذی) یعنی 'جس قدر فائدہ ابوبکر کے مال نے مجھے پہنچایا ہے اتنا فائدہ کسی اور شخص کے مال نے مجھے نہیں پہنچایا'۔ آپؓ کا یہ جذبہ قربانی اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے کسی ضرورت کے وقت مالی تحریک کی تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان لا کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آنحضور ﷺ کے استفسار فرمانے پر کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو جواب دیا اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدینؓ کی بھی مالی معاونت کا اور قربانی کا قابل رشک تعریفی رنگ میں ذکر فرمایا، آپ لکھتے ہیں:
''ان (حضرت مولوی نورالدینؓ) کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے مَیں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر میں بیان کرسکوں (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 ص 520)
حضور علیہ السلام نے اپنی ایک دوسری کتاب میں حضرت مولوی صاحبؓ کے بارہ میں لکھا ''مجھ کو کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اس (مولوی نورالدین صاحبؓ) کے مال نے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا اور کئی سال سے دے رہا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام)

قبولِ صداقت

جب نبی کریم ﷺ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو آپؐ کے بچپن کے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ شہر سے باہر کسی کام سے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس گھر آئے تو کسی نے انہیں بتایا کہ تمہارے دوست نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سُن کر آپؓ سیدھے آپؐ کے پاس آئے اور دعویٰ نبوت کے بارہ میں استفسار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے کچھ وضاحت کرنے کی کوشش کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بات کاٹ کر کہا کہ آپ صرف یہ بتائیں کہ کیا آپ نے ایسا دعویٰ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اُسی وقت بغیر کسی تردّد کے آپ پر ایمان لے آئے۔ بڑی عمر کے لوگوں میں آپؓ پہلے فرد تھے جو ایمان لائے اور صدیق کا لقب پایا۔حضرت مولوی نورالدینؓ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''انہوں (حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ) نے ایسے وقت میں بلاتردّد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہوگئے تھے۔تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا۔جس میں یہ فقرات درج تھے: اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 ص 521)

منصبِ خلافت کی ذمہ داری

حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک معزز گھرانہ سے تھے اور اپنے اعلیٰ اخلاق اور سماجی خدمات کی وجہ سے مکہ میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد اپنی خدمات اور بے مثال قربانیوں کے باعث سب صحابہ میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھے۔حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری ایام میں نمازوں کی امامت کے لئے آپؓ کو مقرر فرمایا نیز ارشاد فرمایا کہ ''ابوبکرؓ کی کھڑکی کے سوا باقی کھڑکیاں بند کر دی جائیں''۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد خدا تعالیٰ نے صحابہ کے دل آپ کی طرف پھیر دیئے اور سب نے اتفاق رائے سے آپ کی بیعت کر لی۔
(تاریخ اسلام از معین الدین احمد ندوی جلد اوّل صفحہ 116)

آخرین کی جماعت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حینِ حیات ہی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا بے حد ادب و احترام تھا کیونکہ سب کو علم تھا کہ حضرت مولوی صاحبؓ اپنے آقا سے کس قدر محبت اور اطاعت کا تعلق رکھتے ہیں۔جس کا اظہار حضرت مولوی صاحبؓ نے ایک مرتبہ اپنے ایک خط میں یوں کیا:
''میں آپ کی راہ میں قربان ہوں جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے...دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔ حیرت کی بات ہے کہ آقا اور غلام دونوں کی تحریروں میں صدیق کا لفظ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی نورالدینؓ کی اس خواہش کو پورا فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح آپ کو مسیح موعود و امام مہدی کا پہلا خلیفہ بنا کر صدیقیت کی صفات میں آپ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملا دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد احباب جماعت کی پہلی نظر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ پر ہی پڑی اور آپ کو بطور خلیفۃ المسیح الاوّل منتخب کرلیا گیا۔ چنانچہ اس موقع کی تاریخی تحریر اس طرح سے ہے:
''ہم احمدی...اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں......، کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔
(بدر مؤرخہ 2 جون 1908ء)

فتنوں پر قابو پانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جونہی خلافت پر متمکن ہوئے تو ہر طرف سے شورشوں اور فتنوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ آپ نے جس جرأت، فراست اور جواں مردی سے ان فتنوں کا قلع قمع کیا، وہ خدائی تائید نصرت کے بغیر ممکن نہ تھا کیونکہ آپ تو اُس وقت 61 سال کے بوڑھے تھے، بیمار بھی تھے اور جسمانی لحاظ سے بہت دُبلے پتلے اور کمزور تھے۔ اس کے ساتھ نہایت نرم دل اور حساس تھے۔

آنحضرت ﷺ کی بیماری میں نماز کی امامت کرواتے ہوئے اور حضور ﷺ کے ذکر سے ہی اس قدر روتے کہ ہچکی بندھ جاتی لیکن خلافت عطا ہوتے ہی لوگوں نے آپ کو حوصلہ، جواں مردی اور بہادری میں پہاڑوں کی طرح مضبوط پایا۔ سب سے پہلا فتنہ جو منافقین نے مومنین کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لئے پیدا کیا وہ جانشینی کا مسئلہ تھا۔ اس خطرناک اور نازک وقت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بڑی حکمت سے انصار کو سمجھایا اور اس مسئلہ کو سلجھایا جس پر سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی ہی بیعت کے لئے راضی ہو گئے۔ اس طرح انتشار کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل گیا اور جماعت مومنین خلافت کی رسی کو پکڑ کر وحدت کی لڑی میں پروئے گئے۔

پھر آپ کو مختصر سے عرصہ میں ارتداد وانکار زکوٰۃ اور جھوٹے مدعیان نبوّت جیسے خطرناک فتنوں کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ پھر اِن پُرمصائب اور پُرشورش حالات میں حضرت اُسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں جانے والے اُس لشکر کا سوال اُٹھ پڑا جسے نبی کریم ﷺ نے تیار کیا تھا مگر ابھی روانہ نہ ہوسکا تھا۔ کبار صحابہؓ نے اس کی مخالفت کی تو آپ نے یہ فرما کر سب کو حیران کر دیا کہ اگر مدینہ کی گلیاں ویران ہوجائیں اور درندے میری ٹانگیں نوچیں، مَیں تب بھی یہ لشکر ضرور بھیجوں گا۔ غرضیکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے تدبّر، عاقبت اندیشی اور مذہبی بصیرت سے ان تمام شورشوں پر قابو پالیا۔

اسی طرح حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاوّل جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپؓ کو بھی منکرین خلافت کی شورش سے واسطہ پڑا۔ آپ کے مخالف آپ کی عظیم الشان اور بارُعب شخصیت کی وجہ سے کھل کر سامنے تو نہ آسکے لیکن اندرون خانہ چھپ کر کارروائیوں میں مصروف رہے اور مختلف قسم کے فتنے پیدا کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، جیسی شخصیات جن کا جماعت میں بڑا اثر ورسوخ تھا، ان سب کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین انجمن ہے نہ کہ کوئی فرد واحد جو خلیفہ کہلائے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا جماعت پر رہتی دنیا تک احسان رہے گا کہ آپؓ نے اپنے 6 سالہ دور خلافت میں ان فتنوں کی سرکوبی کرکے نظام خلافت کی بنیادوں کو اتنا مضبوط کر دیا کہ پھر کسی کو انہیں ہلانے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے خلافت کی ضرورت، خلافت کی برکات، خلیفہ خدا بناتا ہے، خلیفہ معزول نہیں ہوسکتا کے موضوعات خطبات جمعہ اور تقاریر کے ذریعہ احباب جماعت کے دلوں میں اس طرح راسخ کر دیئے کہ شکوک وشبہات کے بادل ہمیشہ کے لئے چھٹ گئے اور دنیائے احمدیت پر کبھی غروب نہ ہونے والا خلافت کا سورج نکل آیا۔ چنانچہ آج بفضلِ خدا دنیا کے 213 ممالک میں موجود لاکھوں احمدی دن رات خلافت کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں، الحمدللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے 1912ء میں لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے... پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے... تم خلافت کا نام نہ لو... میں جب مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا... مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ (بدر 4 جولائی 1912ء)

اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے ان دونوں صدیقوں پر جو اس وقت جنت عدن میں دوستوں کی طرح رہ رہے ہوں گے۔ ایک صدیقؓ نے اسلام کے دور اوّل میں اسلام کے تمام مصائب دور کرکے اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دیں تو دوسرے صدیقؓ نے امت کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر مضبوطی سے قائم کرکے ہمیشہ کے لئے ان کے لئے برکات کے دروازے کھول دیئے۔ اللہ کرے کہ ان برکات سے تمام عالَم کو مستفیض ہونے کی توفیق ملے، آمین۔

برکاتِ خلافت

ہمارے سروں پر خلافت کا سایہ
فلک سے ہے اُترا یہ برکت کا سایہ

منور ہوئے پھر سے اکنافِ عالم
عدم کو روانہ ہے ظلمت کا سایہ

تو ظاہر ہوئے ریگزاروں میں گلشن
پڑا جب بھی نفرت پہ الفت کا سایہ

خلافت ہے نورِ الٰہی کا مظہر
خلافت ہے برحق رسالت کا سایہ

محافظ ہے فکر و عمل کے جہاں میں
خیالوں پہ اُس کی بصیرت کا سایہ

جو رہتے ہیں ہو کر خلافت کے خادِم
اترتا ہے اُن پر سکینت کا سایہ

حسیں تر بناتا ہے سب خواب میرے
مرے دل پہ اِک خوبصورت کا سایہ

ہے جس کے مقابل دھنک بے حقیقت
ہے صد رنگ ایسا حقیقت کا سایہ

کسی کے تغافل سے غمگیں نہ ہوں گے
میسّر ہے جِن کو یہ شفقت کا سایہ

مقامِ تشکر ہے یوسفؔ کہ ہم کو
مِلا ہے خدا سے یہ رحمت کا سایہ

(راجہ محمد یوسف خان۔ جرمنی)

بہشتی مقبرہ قادیان کے غربی جانب مقامِ ظہورِ قدرتِ ثانیہ

قسط اوّل

خلافت روحانی زندگی کی ضامن

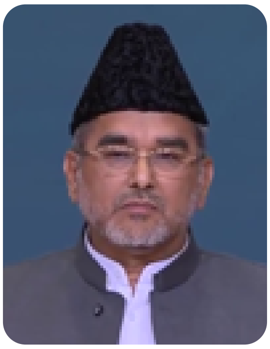

(مولانا شمشاد احمد قمر صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56)

آج دنیا کی حالت پر غور کرنے والا ہر منصف مزاج شخص یہ اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ دنیا مسلسل تباہی کی طرف گامزن ہے۔ قیام امن کی راہیں مسدود ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ خود غرضی، لالچ، جھوٹ، بددیانتی، دھوکہ دہی اور بے انصافی سے دنیا میں افراتفری اور آپس میں خطرناک ٹکراؤ کے حالات جنم لے رہے ہیں۔ جن سے باہر نکلنے کا راستہ کسی کو سجھائی نہیں دیتا۔ طاقت کے نشے میں مخمور قومیں تہذیب و تمدّن سے عاری ہو کر کمزور اقوام کی تذلیل کر رہی ہیں۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ ایک طرف طاقتور اقوام زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کے درپے ہیں تو دوسری طرف بظاہر خدا پر ایمان لانے والے بھی خدا کو چھوڑ کر اِنہیں طاقتوں کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہیں۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ سب ایسے ہی ہوتا چلا جائے گا؟ کیا خدا کا نام واقعی مٹا دیا جائے گا؟ کیا اُس کے رسول کی تعلیم نسیاً منسیاً ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اُس کا وعدہ ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں ہونے دے گا۔ بلکہ جس طرح اُس نے دَورِ اُولیٰ میں ہمارے آقا ومولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے دینِ اسلام کی بنیاد رکھی اور پھر آپؐ کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوّت کے ذریعے اس دین کو مضبوط کیا۔ اسی طرح اس نے اپنے وعدہ کے مطابق آخرین میں بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامِ صادق کے ذریعے اِسی دین کی نشأۃِ ثانیہ کی بنیاد رکھی اور پھر خلافت علیٰ منہاج نبوّت قائم کی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اب اس کے ذریعے

رُوحانی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو گا اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آئے گا اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے گا۔ جو اس خلافت سے چمٹے رہیں گے خدا اُنہیں احسنِ تقویم کی طرف لے جائے گا اور اُن کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہو گا اور جو اس سے الگ ہوں گے وہ اسفل السافلین میں جا گریں گے۔ اور اُن کے لئے روحانی ترقّی کی راہیں مسدود ہوتی چلی جائیں گی۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا:

اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالاتے رہے کہ اُن کو زمین میں اسی طرح خلافت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے خلیفہ بنایا تھا۔ اور ضرور اُن کے لئے اُن کے دین کو تمکنت عطا فرمائے گا۔ اور ضرور ان کے خوف کے بعد کی حالت کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو کوئی اس کے بعد انکار کرے گا تو یہی لوگ فاسقوں میں سے ہوں گے۔ (سورۃ النور:56)

اسی طرح آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ، تم میں نبوّت رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا۔ اور پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت قائم ہو گی، پھر اللہ جب چاہے گا اس کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر ایک ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی... جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر ایک جابرانہ بادشاہت قائم ہو گی... اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہو گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273، مشکوٰۃ: بابُ الِانذار والتّحذیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“۔ (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

جب قرآن کریم میں ایمان اور عمل صالح کرنے والے لوگوں سے خدا خود خلافت کا وعدہ فرما رہا ہے اور حدیث میں رسولِ خدا ﷺ آخری زمانے میں خلافت کی خوشخبری عطا فرما رہے ہیں اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کی نوید سنا رہے ہیں۔ تو یہ اس بات کا مُنہ بولتا ثبوت ہے کہ اس دور میں دراصل انسان کی روحانی زندگی صرف اور صرف خلافت سے وابستہ ہے۔ کیونکہ خلافت ایک اعلیٰ درجے کا انعام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے کر رہا ہے کہ اگر تم ایمان اور عمل صالح کرو گے تو تمہیں خلافت کی صورت میں ایسا نظام عطا کروں گا کہ جس سے تمہارا دین مضبوط ہو گا۔ تمہارے خوف امن میں بدلیں گے۔ تمہارے اندر عبادت کا قیام ہو گا اور تم شرک کی نجاست سے محفوظ رہو گے۔ یعنی عبادت کا نہ ہونا یا ریاء کاری کی عبادت کا ہونا اور شرک پرستی، یہ سب باتیں رُوحانی زندگی کی دشمن ہیں۔ لیکن خلافت کی برکت سے حقیقی عبادت قائم ہو گی اور شرک کا خاتمہ ہو گا۔ اس طرح خدا تعالیٰ خلافت کی برکت سے روحانی زندگی کی ترقی کا وعدہ عطا فرما رہا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ کہ جو کوئی اس بابرکت نظام کا انکار کرے گا وہ فاسقوں میں سے ہو گا۔ فاسق کا مطلب ہے خدا کے حکم کا انکار یا کفر کرنے والا۔ جیسا کہ ابلیس کے متعلق فرمایا کہ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ (الکھف:51) کہ وہ اپنے رب کے حکم کا نافرمان ہوگیا۔

پس خلافت کا انکار دراصل خدا تعالیٰ کا انکار ہے۔ اس کے رسول کے احکامات کا انکار ہے۔ خلافت کا منکر دین کی تمکنت کا منکر ہے۔ مومنوں کے خوف کو امن میں بدلنے کا منکر ہے۔ خدا کی عبادت کے قیام کا منکر ہے۔ وہ گویا دنیا میں شرک کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ ذرا سوچیے! ایسے لوگوں کا بھلا روحانی زندگی سے کیا تعلق؟ وہ صرف جسم ہی جسم ہیں، جن سے بے معنی آواز آتی ہے، اُن کی باتیں فضول ہیں، اُن کے کام بے کار ہیں، اُن کے مال و دولت، اُن کی جھوٹی عزّتیں، اُن کا جاہ و جلال بے سُود ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ بِہَا ۫ وَلَہُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِہَا ۫ وَلَہُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ (الاعراف:180) کہ ان کے دل تو ہیں لیکن وہ سوچنے سے عاری ہیں۔ ان کی آنکھیں تو ہیں مگر دیکھنے سے قاصر، ان کے کان تو ہیں لیکن وہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء:81) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء) یہاں امیر سے مراد خلیفہ وقت ہے

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ جو اس حالت میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ تھی فَقَدۡ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاہِلِیَّۃً (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بلزومِ الجماعۃ عند ظہور الفتنۃ) وہ جہالت کی موت مرا۔ نیز فرمایا یَدُاللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَن شَذَّ شُذَّ اِلَی النَّارِ (ترمذی، کتاب الفتن، باب لزوم الجماعۃ) کہ اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔

جماعتیں تو بہت ہوتی ہیں۔ پھر یہاں ”الجماعۃ“ سے کون سی جماعت مراد ہے؟ اس کی وضاحت آنحضور ﷺ نے ایک اور حدیث میں بیان فرمادی۔ آپؐ نے آخری زمانے کے فتنوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ فَاِنۡ رَأَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَۃَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزَمۡہُ وَ اِنۡ نُہِکَ جِسۡمُکَ وَ اُخِذَ مَالُکَ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22333) اگر تم اس وقت زمین میں اللہ کا خلیفہ دیکھو تو اس سے چمٹ جانا۔ خواہ تمہارا جسم تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔ یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ یہاں جماعت سے مراد ایسی جماعت ہے جس کا ایک واجب الاطاعت خلیفہ ہو۔

پس تعلق باللہ جو روحانی زندگی کی بنیاد ہے، رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت سے ہی ممکن ہے اور آنحضور ﷺ کی اطاعت، آج خلافت کی اطاعت سے وابستہ ہے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دراصل اقامۃ الصلوٰۃ بغیر خلیفہ کے نہیں ہوسکتی اسی طرح اطاعت رسول بھی ...... خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح کمال حد تک پہنچی ہوئی تھی...... لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔

پس جب بھی خلافت ہو گی، اطاعتِ رسول ہو گی... اگر خلافت نہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔(تفسیر کبیر سورۃ النور، جلد 6 صفحہ 369-367)

خلافت کی روحانی برکات غیروں کی نظر میں

اُمّت مسلمہ یہ بات خوب جانتی ہے کہ اس اُمّت کے زوال اور پستی کا سبب صرف خلافت سے محرومی ہے اور اس کی روحانی ترقّی اور عظمت کا راز صرف اور صرف خلافت کے قیام میں ہے۔ اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے اخبار 'تنظیم اہلحدیث' لاہور کے ایڈیٹر نے 12 ستمبر 1969ء کی اشاعت میں لکھا:

"اگر زندگی کے اِن آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا نظارہ نصیب ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے مان جائے۔ اور بھنور میں گھری ہوئی ملّتِ اسلامیہ کی ناؤ شاید کسی طرح اس نرغے سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے"۔(بحوالہ بدر قادیان 10 تا 17 مئی 2007)

ذوالفقار علی شاہ صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"اگر خلیفہ نہ ہو تو دنیا کی اصلاح کون کرے گا؟ اس لئے خلیفہ کا ہونا اہم ہوا..... مناسب ہے عوام النّاس کو، کہ اللہ کے خلیفہ کو تلاش کر کے اطاعت کریں۔ خلیفہ کا ہونا ہر وقت لازمی ہے،،

(چراغ رہنمائے جہاں تفصیل 4 تا 6، مطبع احتشامیہ، پریس مراد آباد 1342ھ)

اسی طرح مکرم شاہد بدر فلاحی صاحب لکھتے ہیں:

"خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے، نہ عدل وانصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے، نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے، نہ نماز کا مکمل قیام ہوسکتا ہے، نہ زکوٰۃ کا پورا نظام نافذ ہوسکتا ہے، نہ نیکی فروغ پاسکتی ہے، نہ برائی ختم ہوسکتی ہے، نہ جمعہ وعیدین کا انتظام ہوسکتا ہے، نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہوسکتی ہے، نہ مسلمانوں کی حالت درست ہوسکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گذارنا جاہلیت ہے۔ بلکہ جینا درست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج اور لولہ لنگڑا ہے"۔

(ہفت روزہ "نئی دنیا" 11 مارچ 1992، بحوالہ البدر قادیان 10 مئی 2007ء)

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

تا خلافت کی بِناء، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

الغرض آج ہمارے مخالفین بھی اس بات کو تسلیم کرنے پہ مجبور ہیں کہ خلافت کے قیام کے بغیر بنی نوع انسان کا روحانیت کی طرف واپسی کا سفر ممکن نہیں۔ اس وجہ سے امّتِ مسلمہ عرصۂ دراز سے اس کوشش میں ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا لیا جائے۔ لیکن وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ خلیفہ انسان نہیں، بلکہ خدا بناتا ہے۔ یہ اُس کا وعدہ ہے کہ میں خلیفہ بناؤں گا۔ افسوس کہ خدا کی قائم کردہ خلافت کو نہیں مانتے اور اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کو خدا سے منوانا چاہتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مومنین خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کی اطاعت کرتے رہے وہ اُن سب برکات کے وارث بنے جن کا خدا نے وعدہ فرمایا تھا اور جب انہوں نے خدا کے کام کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش کی تب سے مسلسل ناکامی اور نامرادی کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہی وہ راز ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ نے بنی نوع اِنسان کو توجہ دلائی کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم:8) کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت شدید ہو گا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ جہاں خلافت سے وابستگی اور اطاعت انسان پر رُوحانی و جسمانی ترقّیات کے دروازے کھول رہی ہے وہاں خلافت کا انکار اور ناشکری خدا کے عذاب کو دعوت دے رہا ہے۔ انہیں لوگوں کو مخاطب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سرِتسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے، اس کو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے... خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن وفلاح کی راہ باقی نہیں... میں تمہیں یقین دلاتا ہوں... اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سرتسلیم خم کرلو تو...... تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نَو کی ایک ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی"۔(خطبہ جمعہ 3، اگست 1990)

اسی تسلسل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے۔ جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوئے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، 3 مئی 2003)

خلافت ایک آسمانی بادشاہت ہے جس کا موازنہ دنیا کی بادشاہتوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا جب ہم خلافت کے ذریعے عبادت کے قیام کی بات کرتے ہیں۔ تو اس سے مراد محض دکھاوے کے نماز، روزے نہیں بلکہ عبادت

ہر اس فعل کا نام ہے، جو خدا کی رضا کے لئے کیا جائے۔ حتّٰی کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک خاوند خدا کی رضا کے لئے اپنی بیوی کے مونھ میں لقمہ بھی ڈالتا ہے تو وہ بھی عبادت ہے۔ لہٰذا بلا تفریقِ رنگ ونسل تمام انسانوں سے ہمدردی کرنا اور انسانی فلاح وبہبود میں مصروف رہنا، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور غریبوں کا خیال رکھنا بھی عبادت کا ایک لازمی جزو ہے۔ اس کے بغیر نماز و روزہ بھی مکمل نہیں ہوتا۔ بلکہ انسانی ہمدردی سے خالی نمازوں کے متعلق فرمایا کہ وہ انسان کو ہلاکت کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (الماعون)

کہ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو دین کو جھٹلاتا ہے۔ وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ایسے نمازیوں کے لئے بھی ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں کی حقیقت سے غافل ہیں اور دکھاوے سے کام لیتے ہیں اور عام استعمال کی چیزیں بھی (لوگوں سے) روک کے رکھتے ہیں۔

اب خدا فرما رہا ہے کہ خلافت کے ذریعے حقیقی عبادت کا قیام ہوگا اور یہ آیات بتا رہی ہیں کہ عبادت میں تمام دنیا کے یتیموں اور مسکینوں کا خیال رکھنا بھی شامل ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نظامِ خلافت کے مخالف دراصل نماز و روزے کے ہی مخالف نہیں وہ یتیموں کو دھکّے دینے والے اور مسکینوں کو بھوکے مارنے والے بھی ہیں۔ اگر یہ حکمران بنتے ہیں تو مسکینوں کا مال ظلم سے چھین لیتے ہیں۔ یہ خودغرض لوگ اگر غریبوں کی مدد کرتے بھی ہیں تو محض دکھاوے کے لئے کرتے ہیں۔ ان کی یہ عبادتیں کسی کام نہیں آئیں گی۔ بلکہ یہ دکھاوے کی عبادتیں، جن کی بنیاد ہی ظلم پہ ہے، انہیں مزید ہلاکت کی طرف لے جائیں گی۔ حقیقی عبادت کا قیام تو اُس نظامِ خلافت کے ذریعے ہی ممکن ہے جو نہ شرقی ہے، نہ غربی اور نہ شمالی ہے نہ جنوبی۔ بلکہ وہ پوری دنیا کے غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کا درد رکھنے والی اور اُن کے حقوق ادا کرنے والی ہو گی۔ آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ہمیں ایسا لیڈر اور امام میسّر ہے جو ہمارے دکھوں میں تڑپتا ہو۔ جسے دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے مومنوں کی فکر بے چین کر دیتی ہو۔ جو ساری ساری رات ہمارے لئے اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو۔ اسی تڑپ اور محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں۔

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے“۔

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2، صفحہ 158)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے جذبات کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

”جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں، جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ اُن کی صحت کی فکر... رشتے کے مسائل ہیں، غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا، چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی، ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اُس سے دعائیں نہ مانگتا ہو“۔

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

(باقی اگلے شمارہ میں، ان شاءاللہ)

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر

الحمد للہ، ماشاء اللہ مبارک ہو

خلافت کی برکات بیان کرتے ہوئے ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن مکرم عبدالماجد طاہر صاحب بیان کرتے ہیں:

جب لائبیریا کے حالات خراب ہوئے اور وہاں باغیوں نے بعض علاقوں پر بھرپور حملہ کرکے ان پر قبضہ کرلیا تو اس وقت ہمارے مشنری مکرم شیخ محمد یونس صاحب جس علاقہ میں تھے وہ بھی باغیوں کے قبضہ میں آگیا اور وہاں بہت قتل وغارت ہوئی۔ رابطے بالکل کٹ گئے۔ انتہائی پریشان کن صورتحال تھی۔ حضورؒ بہت فکرمند تھے اور بار بار دریافت فرماتے تھے کہ کوئی اطلاع آئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا کہ کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا اور کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ حضورِ انورؒ نے اسی وقت صدقہ کے لیے رقم نکال کر دی اور فرمایا:

ہارون جالو صاحب کے لیے بھی صدقہ نکالا تھا اور وہ مل گئے تھے۔ اب اللہ کے فضل سے یہ بھی انشاء اللہ مل جائیں گے۔ چنانچہ قریباً دوہفتہ بعد سیرالیون سے اطلاع ملی کہ مکرم شیخ یونس صاحب انتہائی کسمپرسی کی حالت میں لائبیریا کا بارڈر پار کرکے سیرالیون پہنچ گئے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ جب حضورِ انورؒ کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی گئی تو آپؒ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور فرمایا!

الحمد للہ، ماشاء اللہ مبارک ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2019ء خصوصی اشاعت صفحہ 71)

ایک عظیم الشّان کشف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہو گا۔ ہم اسپر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منّور کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہو گا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔ اور یاد رہے کہ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِھَا کے کوئی اور معنے بھی ہوں مَیں نے صرف اُس کشف کے ذریعہ سے جو خدائے تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے مذکورہ بالا معنے کو بیان کیا ہے۔ اگر کوئی مولوی مُلّا ان الٰہی مکاشفات کو الحاد کی طرف منسوب کرے تو وہ جانے اور اس کا کام۔

وَمَا قُلْتُ مِنْ عِنْدِ نَفْسِیْ بَلْ اِتَّبَعْتُ مَا کُشِفَ عَلَیَّ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِحَالِیْ وَسَمِیْعٌ لِّمَقَالِیْ فَاتَّقُوا اللّٰہَ اَیُّھَا الْعُلَمَاءُ“۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 376۔377)

ہمیں اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی کرنا ہوگی اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی کے دوران 22 اکتوبر 2019ء کو ایک اہم تقریب جرمنی کے دارالحکومت برلن میں جرمن پارلیمنٹ (Bundestag) کے قریب واقع ایک تاریخی ہوٹل کے پُرشوکت ہال میں منعقد ہوئی۔ جس میں نیشنل اسمبلی اور متعدد سرکردہ سرکاری و سفارتی شخصیات نے شرکت کی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر ”اسلام اور یورپ: تہذیبوں کا تصادم؟“ کے عنوان پر انگریزی زبان میں ایک فکر انگیز خطاب فرمایا جس کا اردو ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔

تمام معزز مہمانوں کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر سلامتی اور رحمتیں نازل فرمائے۔

سب سے پہلے تو آپ سب معززین کا شکریہ کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور آج شام اس تقریب میں تشریف لائے۔

آج کل دنیا میں بالعموم اور مغربی دنیا میں بالخصوص تارکینِ وطن اور ان کے معاشرہ پر اثرات کا موضوع بھرپور طور پر زیرِ بحث ہے، اور اس بحث کا زیادہ حصہ مسلمانوں کے گرد گھومتا ہے۔ بعض حکومتیں بلکہ عوام بھی تہذیبوں کے تصادم کے اندیشے سے خوف زدہ ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مسلمان نہ صرف مغربی معاشرے کا حصہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ اس معاشرہ کے لئے ایک خطرہ بھی ہیں۔

اس مسئلہ پر بات کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ”تہذیب“ کا اصل مطلب ہے کیا؟ اس کے جواب میں میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ کی بیان کردہ تعریف، جس سے میں خود مکمل طور پر متفق ہوں، پیش کرتا ہوں۔ اس تعریف کے مطابق تہذیب سے مراد کسی معاشرے کی مادی ترقی ہے۔ معاشی ترقی، تکنیکی ایجادات، ذرائع نقل و حرکت، ذرائع مواصلات اور علمی ترقی وہ عوامل ہیں جو کسی تہذیب کی ترقی کا پتہ دیتے ہیں۔ مثلاً ابلاغ اور نقل و حرکت کے جدید ذرائع کی طرح تجارتی و معاشی نظام، امن عامہ، صنعت و حرفت، سائنسی و علمی تحقیق اور تعلیمی معیار بھی کسی معاشرے کی تہذیبی سطح کے عکاس ہوتے ہیں۔ نیز عسکری طاقت یا قانون یا کسی بھی اور ذریعہ سے امنِ عامہ کے قیام کے لئے کئے گئے اقدامات بھی تہذیبی ترقی کا معیار ہوتے ہیں۔

اقوام کی تہذیب کے علاوہ ان کی ثقافت بھی ہوتی ہے جو کسی قوم کے افراد کے نظریات، معاشرتی مسائل سے متعلق ان کے روّیوں اور ان کے عمل اور ردّ عمل کا مظہر ہوتی ہے۔ ثقافت کا دارومدار مادی ترقی کی

بجائے کسی قوم کے افراد کی اخلاقیات، مذہبی اقدار اور روایات پر ہوتا ہے۔

پس جہاں تہذیب مادی، ٹیکنولوجیکل اور علمی ترقی کا نام ہے، وہاں ثقافت مذہبی، اخلاقی اور فکری ساخت کی مظہر ہے۔

تہذیب اور ثقافت کے اس فرق کو عیسائیت کی ابتدائی تاریخ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ اس دور میں سلطنتِ روم اپنی طاقت کے عروج پر تھی، بلکہ آج بھی دنیا کی تاریخ کی عظیم تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے۔ اپنی مادی ترقی، شہری سہولیات اور حکومتی نظم ونسق کے اعتبار سے سلطنتِ روم کو بہت تہذیب وتعلیم یافتہ تسلیم کیا جاتا تھا۔

تاہم یہ ظاہری عظمت اس کے اخلاقی معیار کی ہم پلہ نہ تھی، کیونکہ عیسائیت کے ابتدائی زمانہ میں اس کے شہریوں میں ترقی پسند رُجحانات پیدا ہوچکے تھے۔ عیسائیت مذہب کے اصولوں پر ان کی رہنمائی کرتی، جبکہ رومن اربابِ اختیار ان کے لئے دنیوی قوانین وضوابط وضع کرتے۔

یوں رومیوں کی دنیوی تعمیر و ترقی ان کی تہذیب کی عکاسی کرتی، جبکہ عیسائیت انہیں ایک بہترین ثقافت سے آراستہ کرتی۔ وقت کے ساتھ عیسائیت سلطنتِ روم کا غالب مذہب بن گئی اور یوں ان کی تہذیب نے عیسائیت کی ثقافت کو اپنا لیا۔ اس ملاپ اور اس کے زبردست اثرات نے روایات اور اقدار کی وہ بنیادیں رکھیں جو آج بھی، مذہب سے دور ہوجانے کے باوجود، مغربی معاشرہ کا حصہ ہیں۔

اب امیگریشن کی بحث کی طرف آئیں، تو بعض مغربی ممالک کے معاشرتی اعداد و شمار میں بہت تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ بہت سے ملکوں سے تارکین وطن یہاں پہنچے ہیں مگر اصل تشویش کا باعث اِن ممالک میں مسلمانوں کا سکونت اختیار کرنا بن گیا ہے۔ اِن مغربی ممالک کے آبائی شہری مسلمانوں کے یہاں کثرت سے پناہ گزین ہونے سے اپنی صدیوں پرانی تہذیب، ثقافت اور اقدار کو خطرہ میں محسوس کرتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا، ہم تہذیب کو مادی ترقی خیال کرتے ہیں۔مغربی تہذیب کی مخالفت کرنا، اسے رد کرنا یا اس سے گریز کرنا تو کُجا، ترقی پذیر قومیں تو اس تہذیب کے مطابق ڈھلتی جارہی ہیں۔ تو مغربی تہذیب کا خطرے میں ہونا تو دور کی بات، حقیقت اس کے برعکس نظر آرہی ہے۔

سفر اور ابلاغ کے جدید ذرائع نے دنیا کو ایک گلوبل ولیج میں تبدیل کردیا ہے۔ ٹیلی وژن، دیگر ذرائع ابلاغ اور بالخصوص انٹرنیٹ کی موجودگی میں اب کچھ بھی پوشیدہ نہیں رہا اور معاشی لحاظ سے پسماندہ ممالک میں رہنے والے لوگ ترقی یافتہ اقوام کے رہن سہن کو دیکھ سکتے ہیں۔ مغربی طرزِ زندگی کا اثر قبول کرتے ہوئے وہ بھی مادی ترقی کے اسی درجے کے حصول کے خواہاں ہیں۔

پس اس دعوے میں، کہ مغربی یا یورپی تہذیب مسلمانوں کی موجودگی سے خطرہ میں ہے، کوئی دَم نہیں۔ بلکہ مغربی تہذیب تو مسلم دنیا سمیت تمام خِطّوں پر اثر انداز ہورہی ہے۔ ہاں، یہ خیال کہ اسلام کے پھیلنے سے یورپ کی مذہبی اور اخلاقی ثقافت کا خطرہ میں ہونا ایک جائز اور قابلِ فہم اندیشہ ہے اور اب میں اس کی طرف آتا ہوں۔

یہ تو ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ لوگ مذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں اور مغرب میں تو یہ رُجحان تشویشناک حد تک بڑھا ہوا ہے۔مغربی ممالک میں ہونے والی مردم شماری کے اعداد سے ثابت ہے کہ مذہب یا خدا کی طرف رُجحان رکھنے والے افراد کی تعداد گرتی چلی جارہی ہے۔ میرے نزدیک لادینیت مغربی ثقافت کے لئے اسلام کی نسبت زیادہ بڑا خطرہ ہے۔مغربی اقدار صدیوں پرانی ہیں اور ان کی بنیادیں مذہبی روایات بالخصوص عیسائی اور یہودی ورثے پر استوار ہیں۔ یہ مذہبی اقدار اور ثقافتی اطوار ان لوگوں کی زد میں ہیں جو دین اور مذہب کے بکُلّی خلاف ہیں۔

ایک مذہبی رہنما کی حیثیت سے میری رائے ہے کہ آپ اپنی ثقافت اور اپنے ورثے کی حفاظت کے لئے اپنی توانائی اور کوششیں مذہبی رُجحان کے تنزل کو روکنے اور لوگوں کو ان کے مذہب کی طرف واپس لانے پر مرکوز کریں، خواہ ایسے لوگوں کا مذہب عیسائیت، یہودیت یا کچھ بھی ہو۔ یہ تو کسی بھی طرح درست نہیں کہ ترقی کے نام پر اخلاقی معیار اور اقدار کو دفعتاً ترک کردیا جائے جو صدیوں سے اس معاشرے کا حصہ چلی آرہی ہیں۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ مغرب میں مذہبی رُجحان کا تنزل ہی ہے جس کے باعث لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمان بالعموم اپنے دین سے

وابستہ رہتے ہیں۔ اس کے پیشِ نظر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ میڈیا میں کچھ بھی پڑھیں یا سُنیں، اسلام سے خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔مسلمان قرآن کریم کو مکمل اور حتمی مذہبی تعلیم مانتے ہیں، اور قرآن کریم سے ہماری محبت اور اس کی اطاعت کے باعث ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مذہب ہر فرد کے لئے دل کا معاملہ اور ذاتی مسئلہ ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 257 میں واضح حکم ہے کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ

یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔

لہٰذا غیر مسلموں کو یہ خوف ہر گز نہیں ہونا چاہیے کہ مسلمان زبردستی اپنے عقائد کو پھیلائیں گے یا جبراً اپنے نظریات کو اس خطۂ زمین پر مسلط کریں گے۔انتہاپسندی کی راہ اختیار کرنے والی نام نہاد مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی اقلیت قرآن کریم کی تعلیمات کی نمائندہ نہیں۔ میں کئی مرتبہ یہ بات کہہ چکا ہوں کہ حکومتوں اور اربابِ اختیار کو انتہاپسندوں کی سختی سے روک تھام کرنی چاہیے، خواہ یہ انتہاپسند مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

بحیثیت جماعتِ احمدیہ مسلمہ، ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کسی بھی صورت میں جبر یا طاقت کے ذریعہ دین کو پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر اسلام سے خوفزدہ ہونے کی کیا وجہ رہ جاتی ہے؟ پھر کیوں کوئی خیال کرے کہ اس کی تہذیب یا ثقافت اسلام کے ہاتھوں خطرے میں ہے؟

اسلامی نقطۂ نظر سے تہذیب اور ثقافت کے فرق کو بیان کر دینے کے بعد اب میں اسلام کی بعض بنیادی تعلیمات بیان کروں گا۔ اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کے بارہ میں بہت سے اوہام اور غلط فہمیاں عام کر دی گئی ہیں۔ اس مختصر وقت میں اسلامی تعلیم کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں، تاہم میں انسانی حقوق کے قیام سے متعلق اسلام کی چند تعلیمات بیان کروں گا۔

انسانی حقوق کے حوالہ سے قرآن کریم کی سورۃ النساء کی 37ویں آیت بنیادی اہمیت کی حامل ہے، جس میں فرمایا:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ

”اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو...“

اس آیت میں جہاں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا، وہاں والدین کے ساتھ محبت اور دلداری کی بھی تلقین فرمائی۔ یہ تعلیم، جو مسلمانوں سے والدین کے ساتھ محبت اور احسان کا تقاضا کرتی ہے، کسی بھی مذہب یا قوم سے کس طرح متصادم ہوسکتی ہے؟ یہ آیت تو مسلمانوں سے رشتہ داروں اور عزیزوں سے رحم اور محبت کے سلوک کا تقاضا بھی کرتی ہے۔ یتامیٰ اور معاشرہ کے دیگر مساکین کو آرام اور آسائش پہنچانے کا تقاضا بھی کرتی ہے۔

اس معاملہ میں ہمارا اعتقاد ہے کہ غربا کی مدد کا ایک اہم ذریعہ تعلیم ہے۔ اگر شکستہ گھرانوں یا غربت سے متاثرہ افرادِ معاشرہ کو تعلیم کی سہولت دے دی جائے تو وہ مصائب کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کے قابل ہوسکتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کو مواقع مہیا ہو جائیں گے اور وہ یاس اور ناامیدی سے آزاد ہو کر، جرائم پیشہ بننے کی بجائے معاشرہ کے فعال اور کارآمد افراد بن جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ تعلیم کو بہت اہمیت دیتی ہے اور اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ہم نے افریقہ کے متعدد ممالک میں سکول بھی کھولے ہیں اور ایسے طلبا کے لئے وظائف بھی جاری کر رکھے ہیں جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

ہمارا نظریہ ہے کہ متمول ممالک کو دنیا کی کمزور اقوام کی ٹھوس بنیادوں پر استوار ہونے میں مدد کرنی چاہیے۔ اگر غریب ممالک اپنی معیشت اور اپنے بنیادی ڈھانچے استوار کرلیں تو اُن کے شہریوں کو اپنے ہی ملک میں مواقع میسر آجائیں گے اور انہیں ترکِ وطن کرکے بیرونِ ملک چلے جانے کی ضرورت بھی کم محسوس ہوگی۔ اگر ان کے اپنے ممالک مستحکم ہو کر ترقی کی راہوں پر چل نکلیں تو اِس کے فطری نتیجہ کے طور پر ان کے اپنے خطہ کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر خطے بھی مستفید ہوں گے۔

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت میں پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کا خصوصیت سے ذکر ہے، خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ پڑوس کی حد بھی بڑی وسیع بیان ہوئی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے پڑوسی کے حقوق پر اس قدر زور دیا کہ انہیں یہ گمان ہوا کہ شاید اسے وراثت میں بھی حصہ دار بنا دیا جائے۔

اسلام میں پڑوسی سے مراد ساتھ ساتھ رہنے والے ہی نہیں، بلکہ اس کے معانی وسیع تر ہیں جس میں ہمسفر، رفقائے کار، ماتحت اور بہت سے افراد بھی اس میں آجاتے ہیں۔غرض اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر حقوق العباد کی ادائیگی ایک اخلاقی ذمہ داری کے طور پر فرض فرمادی ہے۔

بانیٔ اسلام ﷺ نے یہ تعلیم بھی دی کہ جو انسان کا شکر گزار نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی خوب اصول ہے! پس خدا تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ انسانیت کے حقوق بھی ادا کیے جائیں۔

میں پھر پوچھتا ہوں کہ ایسی تعلیم مغربی تہذیب کے لئے خطرہ کیونکر ہوسکتی ہے؟ یہ تعلیمات جو معاشرے میں امن اور استحکام کے قیام کی ضامن ہیں معاشرتی اور معاشی نتائج میں بہتری ہی کا موجب ہوں گی۔

لہٰذا مغربی افراد کا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں برعکس دلائل پر منتج ہوتا ہے۔ اگر مسلمان اس معاشرے کا حصہ بننے، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے اور ملک و قوم کی ترقی اور بہبود کی کوشش کرنے کی نیت لے کر یہاں آئیں، تو یہ قابلِ مذمت نہیں بلکہ عین قابلِ ستائش ہے۔

کچھ لوگ اس خیال کے حامل ہیں کہ مسلمانوں کو جہاد

کا حکم ہے، لہٰذا وہ مغرب میں آ کر متشدّد جنگ چھیڑ دیں گے اور اسلامی تہذیب کو جبر سے مسلط کرتے ہوئے معاشرے کا امن اور سکون برباد کر دیں گے۔ یہ خیال جہاد کی تعلیم اور اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں لڑی جانے والی جنگوں سے متعلق شدید غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔

درحقیقت اسلام خونی یا متشدد مذہب نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آنحضور ﷺ کے ایک صحابی نے اسلامی فوج میں شامل ہو کر جہاد کرنے کی اجازت چاہی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کی درخواست اس بنیاد پر رد کر دی کہ اس کے والدین ضعیف تھے۔ بلکہ اسے حکم دیا کہ وہ گھر میں رہ کر ان کی خدمت کرے، کہ یہی اس کا جہاد ہوگا۔ اگر جہاد کا مقصد جنگ و جدل اور خونریزی ہی ہوتا تو پیغمبر اسلام ﷺ اس کی پیشکش کو فوراً قبول کرتے ہوئے مسلم فوج کو تقویت دینے کو ترجیح دیتے۔

یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں جو جنگیں لڑی گئیں ان کا مقصد حصولِ اقتدار یا ظلم یا مقامی لوگوں کو جبراً اسلام قبول کروانا نہیں تھا۔ ان جنگوں کا مقصد مذہب کی حفاظت اور آزادیٔ مذہب کا قیام تھا۔

قرآن کریم کی سورۃ الحج کی آیات 40 اور 41 میں فرمایا ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُۨ ۙ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ۔

اگر مذہبی انتہاپسندوں کو روک نہ دیا جاتا تو کلیسا اور معبد اور مندر اور مساجد اور دیگر عبادت گاہیں شدید خطرے کا شکار ہو جاتیں۔ کفارِ مکہ کا یہی تو مقصد تھا کہ مذہب کے تمام آثار کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ یہ ثبوت ہے کہ اسلام تمام مذاہب کے تحفظ کا ضامن ہے۔

پھر بچوں کی پرورش کے بارہ میں قرآن کریم کی سورۃ الانعام کی آیت نمبر 152 میں آتا ہے کہ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ یعنی مسلمان اولاد کو قتل نہ کریں۔ یہاں اولاد سے محبت اور شفقت کا حکم بھی ہے اور انہیں تعلیم دلانے، ان کی تربیت کرنے کا حکم بھی، تا کہ وہ بڑے ہو کر نہایت قابل اور بااخلاق افراد بنیں اور ملک و قوم کا اثاثہ ہوں۔

اسی طرح اسلام نے مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ وہ معاشرے کے کمزور افراد کے حقوق کی حفاظت کریں۔

مثلاً قرآنِ کریم کی سورۃ النساء کی ساتویں آیت میں مسلمانوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ یتیم بچوں کے استحصال کی روک تھام کریں اور ان کی عزت اور ان کے وراثت کے حقوق کی حفاظت کریں، تاوقتیکہ وہ ایسی عمر کو پہنچ جائیں جہاں وہ ان معاملات میں خود کفیل ہوں۔ فرمایا:

وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ۔

مغربی دنیا میں اسلام پر ایک اور اعتراض یہ ہے کہ مسلمان عورتوں اور ان کے حقوق کو وقعت نہیں دیتے۔

پہلے تو یہ واضح ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے اسلام نے ہی عورت کو وراثت میں حق دیا، خلع کا حق دیا اور اس کے دیگر حقوق قائم کئے۔ اس کے ساتھ اسلام تعلیمِ نسواں اور خواتین کو ذاتی ترقی و بہبود کے مواقع مہیا کرنے پر بھی زبردست زور دیتا ہے۔ کسی ایک بھی لڑکی یا عورت کو تعلیم کی سہولت سے محروم کرنا یا اس کے ساتھ کسی بھی طرح کا ناروا سلوک کرنا جائز نہیں۔

ایک ایسے زمانہ میں جب خواتین کے حقوق کو پامال کرنا معمول کی بات تھی، اور جب انہیں مردوں سے کمتر خیال کیا جاتا تھا، آنحضور ﷺ کے ذریعہ حقوق نسواں کے حوالہ سے ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وہ اپنی بیٹیوں سے محبت کریں اور انہیں کسی بھی طرح لڑکوں سے کمتر نہ سمجھیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا ایک مشہور فرمان ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ یہ الفاظ معاشرے میں عورت کے عظیم المرتبت کردار اور نہایت نمایاں اور بے مثال مقام کا مظہر ہے۔ درحقیقت نوعمری میں بچوں کی پرورش کرنا ماؤں ہی کی ذمہ داری ہے اور یوں آئندہ نسل کو معاشرے کو فعال اور کارآمد بنانے میں ماؤں کا کردار نہایت اہم ہے۔

مائیں ہی تو ہیں جن کے پاس یہ طاقت اور قابلیت ہے کہ وہ اپنی قوم کو جنت نظیر بنادیں اور اپنے بچوں کے لئے دائمی جنتوں کے دروازے کھول دیں۔

اسی طرح قرآن کریم کی سورۃ النساء کی بیسویں آیت میں مسلمان مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے محبت اور عزت سے پیش آئیں۔ مغربی ممالک میں تو کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب گھریلو تشدد کے واقعات

میں پولیس اور عدالتوں کی دست اندازی کی خبریں نہ آتی ہوں۔متعدد تحقیقات اور رپورٹوں سے، مثلاً برطانیہ کے قومی ادارہ ٔ شماریات کی 2018ء کی رپورٹ، سے ثابت ہے کہ ایسے جرائم کسی مذہب سے مخصوص نہیں۔ ایک اور حالیہ رپورٹ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جرمنی بھی ایسے واقعات سے مستثنیٰ نہیں۔ لہٰذا اسلام کو عورت مخالف مذہب قرار دینا سخت ناانصافی ہے۔

جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے، اسلام تو عورت کو عزت اور توقیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مرد کسی بھی عورت سے درشتی سے پیش آتا ہے، وہ اسلام کی تعلیمات کی خلاف ورزی کرنا کا مرتکب ہوتا ہے۔

اقوام مخالفین کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے سخت ظالمانہ کارروائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور انتقام کا کوئی موقع نہیں جانے دیتے۔

قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی نویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ۔ یعنی کسی قوم یا گروہ کی دشمنی تمہیں عدل اور انصاف پر سمجھوتہ کرنے پر مجبور نہ کرے۔ بلکہ اسلام تو حکم دیتا ہے کہ ہر حالت میں عدل وانصاف کے اصولوں پر قائم رہا جائے اور کبھی انتقام کے جذبہ کو غالب نہ آنے دیا جائے۔

اور کسی کے ساتھ بھی غیر منصفانہ سلوک نہ کیا جائے، خواہ کوئی اسلام قبول کرے یا نہ کرے۔

اسلام کے ذریعہ معاشرہ کے کمزور ترین افراد کے لئے ایک اور انقلاب غلامی کے حوالہ سے آیا، جسے اسلام سے قبل جائز اور معمول کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع پیغمبر اسلام ﷺ نے غلامی کا خاتمہ فرمایا۔

قرآن کریم کی سورۃ النور کی چونتیسویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَ الَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ فَکَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِیۡهِمۡ خَیۡرًا کہ اگر کوئی غلام آزادی کا تقاضا کرے تو اسے آزاد کر دیا جائے۔ اگر کوئی مالی معاوضہ

اسلام اپنے پیروؤں سے اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے عقائد اور مذہبی جذبات کا احساس کریں۔ میثاقِ مدینہ اس تعلیم کا واضح ثبوت ہے جہاں تورات کو یہودی کی شرعی کتاب کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

اسلام نے تو دشمنوں اور مخالفین تک کے حقوق کے تحفظ کی تعلیم دی ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 191 میں حالتِ جنگ میں بھی مخالف کے ساتھ زیادتی کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ فرمایا: وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ

افسوس کہ موجودہ دنیا میں، جو ماضی کے کسی بھی زمانہ سے زیادہ تہذیب یافتہ ہونے کی دعویدار ہے، افراد اور

اس تعلیم کا بہترین عملی نمونہ ہمیں رحم، عفو اور درگزر کے اس بے نظیر سلوک سے ملتا ہے جس کا مظاہرہ آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ مکہ میں مسلمانوں پر اذیتوں اور مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے، ان کی جانیں لی گئیں، انہیں بے گھر کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ انہیں ہجرت کرنا پڑی۔

لیکن جب آنحضور ﷺ فاتحانہ شان سے مکہ لوٹے اور ایسے میں کہ تمام شہر آپ کے زیرِ نگین تھا، آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والوں سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ اس فاتحانہ موقعہ پر آنحضور ﷺ نے کمال انکساری اور بردباری کا مظاہرہ فرمایا۔

آپؐ نے اعلان فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں پر ظلم کرنے والوں کو فوراً معاف کر دیا جائے

لینا ضروری بھی ہو تو وہ معقول اور قابلِ ادا اقساط میں لیا جائے، یا پھر معاف ہی کر دیا جائے۔

جیسا کہ میں نے کہا، غلامی اس دور کے معاشرے کا ایک اٹوٹ انگ تھی اور آنحضور ﷺ نے اس کے خاتمہ کے ذریعہ معاشرے کی روش میں ایک عظیم انقلاب لے کر آئے۔

آج ظاہری غلامی کا دور تو نہیں مگر اس کی جگہ معاشی پابندیوں اور بندشوں نے لے لی ہے۔ طاقتور اقوام اور کمزور اقوام کا باہمی رشتہ آقا اور غلام کے تعلق کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ مثلاً امیر ممالک کی طرف سے غریب ممالک کو امداد کے نام پر دیئے جانے والے قرضے، جنہیں قبول کرنے کے علاوہ غریب ممالک کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہوتا، خواہ شرائط جیسی بھی ہوں۔ پھر

22 اکتوبر 2019ء کی شام ہوٹل آڈلون میں منعقد ہونے والی تقریب کا منظر

سود کی مفلوج کُن شرح ان بظاہر قلیل المدت قرضوں کو طویل المدت مصائب اور پابندیوں میں بدل دیتی ہے۔ نتیجۃً مقروض ملک کے پاس غالب قوم کے سامنے جھکتے چلے جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ یہ غلامی کلیۃً غیراخلاقی ہے۔

اسلام نے آغاز ہی سے غیرمسلموں کے حقوق بھی قائم کر دیے اور مسلمانوں کو معاشرہ میں امن اور اتحاد کے قیام پر پابند کر دیا۔ مثلاً قرآن کریم کی سورۃ الانعام کی آیت نمبر 109 میں حکم فرمایا کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ مسلمان مشرکین کے بتوں کو بھی بُرا نہ کہیں، مبادا یہ مشرکین کو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے پر اکسائے۔

پس معاشرے کو تنازعات، نفرت اور تناؤ سے محفوظ رکھنے کے لئے مسلمانوں کو ہمیشہ صبر کا مظاہرہ کرنے کا حکم ہے۔

اس مختصر وقت میں میں نے چند نکات بیان کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے کس طرح انسانیت کے حقوق کو قائم فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ میری گذارشات سے آپ کو یہ اطمینان حاصل ہوا ہوگا کہ اسلام مغربی تہذیب یا ثقافت کے لئے خطرہ نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان غیرمسلموں کے حقوق کو پامال کرتا ہے تو وہ اسلامی تعلیم کی خلاف ورزی کرتا ہے یا پھر وہ اس تعلیم سے واقف ہی نہیں بلکہ اسلام کو بدنام کرنے کا موجب ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ ہم ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جو تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور اندیشہ ہے کہ یہ صورتحال مزید بگڑ جائے۔

اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ الفاظ کے نتائج دوررس ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا تہذیبوں کے تصادم کی بات کرنے کی بجائے، اور قوموں کے درمیان بلاضرورت تناؤ پیدا کرنے کی بجائے، ایک دوسرے کی مذہبی تعلیمات پر حملے کرنے سے گریز ضروری ہے۔ بجائے عقائد کے اظہار پر پابندیاں عائد کرنے کے، ہمیں یہ خیال رہنا چاہیے کہ ہم سب ایک ہی نسلِ انسانی کا حصہ ہیں، جو آج ہمیشہ سے زیادہ باہمی طور پر منسلک ہے۔ مختلف رنگ و نسل اور مذہب کا احترام کرتے ہوئے ہمیں اتحاد کے قیام کی طرف توجہ کرنی چاہیے تا کہ دنیا میں دیرپا امن قائم ہوسکے۔

تاہم، موجودہ صورتحال تو اس کے برعکس ہے۔ کیا مسلم اور کیا غیرمسلم، ہر قوم اپنے مفادات کو دنیا کے وسیع تر مفادات پر ترجیح دیتے ہوئے، عدل اور اخلاق کی حدیں عبور کرتے ہوئے اپنے مقاصد کے حصول پر کمربستہ ہے۔ ماضی کے تاریک زمانوں کی طرح مخالفانہ اتحاد اور گروہ بندیاں ابھر رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اپنی تباہی کو دعوت دینے پر مصر ہے۔

آج متعدد ممالک نے ایسے نیوکلیائی ہتھیار اور آلاتِ تباہی حاصل کر لیے ہیں جو زیر بحث تہذیب کو تباہ کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ہتھیار کبھی استعمال نہ ہوں گے یا غلط ہاتھوں میں نہ چلے جائیں گے؟ اگر یہ نیوکلیائی ہتھیار کبھی استعمال ہو گئے، ان کے بداثرات صرف ہم پر ہی نہیں پڑیں گے، بلکہ ہماری اولاد اور آئندہ نسلیں بھی ہمارے گناہوں کا خمیازہ بھگتیں گی۔ کئی نسلوں تک ایسے ذہنی اور جسمانی طور پر اپاہج بچے پیدا ہوں گے جن کی امنگوں اور خوابوں کے اجڑ جانے میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں ہوگا۔

کیا ہم اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایسا ورثہ چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔

اس لئے مذہبی، نسلی یا سیاسی اختلافات کی بنیاد پر نفرت کی چنگاریوں کو ہوا دینے کی بجائے، ہمیں اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی کرنا ہوگی۔ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہوجائے۔

آیئے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، باہمی احترام، برداشت اور محبت کے جذبے کے ساتھ عالمی امن اور آزادیٔ مذہب کے قیام کے لئے مل کر کوشش کریں۔

ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر اس تقریب میں شامل ہونے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بہت شکریہ

جرمنی کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ حضور انور کا استقبال کر رہے ہیں

ہوٹل آڈلون میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سرکردہ شخصیات سے ملاقات

مؤرخہ 22 اکتوبر 2019ء کو اہم اور سرکردہ جرمن مہمانوں سے خطاب کے لئے برانڈن بُرگر دروازے (BRANDENBURGER GATE) سے چند قدم دور واقع ہوٹل ADLON KEMPINSKI میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو ہوٹل کے بڑے دروازے کے سامنے مصروف سڑک پر حضور انور کا استقبال محترم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے کیا۔ حضور انور ہوٹل کی لابی میں گزرتے ہوئے تیسری منزل پر تشریف لے گئے۔ اُس وقت لابی میں کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے جنہوں نے ایک غیر معمولی شخصیت کو گزرتے ہوئے دیکھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہوٹل کی تیسری منزل پر واقع ایک میٹنگ روم میں تشریف لائے تو یہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق وزیر مملکت برائے امور خارجہ Mr. Niels Annen (Staatsminister - Auswärtiges Amt) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کی۔ موصوف کے ساتھ دو ممبرانِ پارلیمنٹ بھی موجود تھے۔ ان میں سے ایک جرمن پارلیمنٹ میں انسانی حقوق کے ترجمان جناب Mr Frank Heinrich اور دوسرے گرین پارٹی کے صوبہ ہیسن سے ممبر جناب اُمید نوری پور ہیں۔

وزیر مملکت جناب Niels Annen نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں آنا اور حضور انور کا خطاب سننا میرے لیے باعث اعزاز ہے۔ میں ہمبرگ کے ایک ضلع کی نمائندگی کرتا ہوں جہاں جماعت احمدیہ بہت فعّال ہے۔ احمدیوں کے ساتھ میرا بہت اچھا تعلق رہا ہے اور میں ان سے بہت متأثر ہوں۔ اب حضور سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوں اور فخر محسوس کرتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

آپ تو پہلے سے ہی احمدیہ کمیونٹی کو جانتے ہیں۔

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔

پھر موصوف نے حضور انور کے دورہ کے حوالہ سے دریافت کیا جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں اس سال پہلے جلسہ سالانہ جرمنی کے لیے بھی آیا تھا۔ لیکن اب جرمنی کے اِس دورہ کا مقصد چند مساجد کا افتتاح کرنا اور آج کی اس تقریب میں شامل ہونا تھا۔

اس کے بعد برلن کی تقریب کے حوالہ سے بات ہوئی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں جرمنی میں آجکل

'Islamic Civilization and Culture and its Integration'

کے موضوع کا بہت چرچا ہے۔ جرمنی جماعت نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں یہاں آؤں اور اس موضوع پر ایڈریس کروں۔ تو میں اسی لیے یہاں آیا ہوں کہ میں بتاؤں کہ اسلام سے خوفزدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جب مغربی ثقافت اتنی مضبوط ہے تو پھر ڈرنے کی کیا بات ہے کہ اس ثقافت کو آسانی سے ختم کر دیا جائے گا؟ آج اسی موضوع پر کچھ بیان کروں گا۔ موصوف کے استفسار پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ابھی یہاں جرمنی میں چند دن اور قیام ہے۔ اب برلن سے کل ہمبرگ کی طرف جا رہا ہوں۔ آپ کے انتخابی حلقہ میں جا رہا ہوں۔

وزیر موصوف نے اپنے ساتھی اُمید نوری پور کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ بھی مسلمان ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج کی تقریب کے بعد مسلمان ممبر پارلیمنٹ کو اسلام کا دفاع کرنے کے لیے بہترین دلائل مہیا ہو جائیں گے۔

موصوف Omid Nourpour نے عرض کیا کہ فرانکفرٹ میں جس طرح احمدیہ کمیونٹی خدمت کر رہی ہے وہ غیر معمولی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے integration کی اعلیٰ مثال ہے۔ جماعت کی طرف سے بہت تعاون ملتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وزیر موصوف سے دریافت فرمایا کہ وزارت خارجہ میں آپ کو کیا چیلینجز پیش آتے ہیں؟ کیا Brexit کے معاملہ میں بھی آپ involved ہیں؟ یہ معاملہ تو بڑی مشکل صورت حال میں ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ

یقیناً ایک تو Brexit ہی ہے۔ آج بھی اس حوالہ سے نئی پیش رفت ہوئی ہے اور کہا جارہا ہے کہ جلد ہی برطانیہ میں عام انتخابات منعقد ہوں گے۔ ہم تو یورپین یونین کو متحد رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے جرمنی کی خاص ذمہ داری ہے۔

تیسرے مہمان CDU پارٹی کے ممبر آف پارلیمنٹ Frank Heinrich نے عرض کیا کہ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جرمنی میں زبردست کام کر رہی ہے۔ آپ کی جماعت کے لوگ نہ صرف ہمارے اندر ضم ہو گئے ہیں بلکہ معاشرے کی بھلائی میں بھی اچھا خاصا حصہ ڈال رہے ہیں۔

بعدازاں پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر ہوا تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پاکستان میں احمدیوں کے حالات ایک لمبے عرصہ سے ایک جیسے ہی ہیں۔ وہاں کا قانون احمدیوں کو نہ صرف تبلیغ کرنے سے منع کرتا ہے بلکہ اپنے مذہب پر عمل کرنے سے بھی روکتا ہے۔ اگر ہم 'السلام علیکم' بھی کہیں یا بچے کا اسلامی نام رکھیں تو قانون کی رو سے سزا کے مستحق بنتے ہیں۔ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جب تک یہ قانون باقی ہے حالات تبدیل ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔

نیز فرمایا: جو لوگ ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں ہم انہیں یہی کہتے ہیں وہ صرف پاکستانی حکومت کو مخلوط انتخابات کروانے پر زور دیں۔ Joint Election ہو اور بغیر کسی مذہب کی تمیز کے الیکشن ہو۔ ہر ایک کو اپنے مذہب سے بالا ہو کر ووٹ دینے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے پہلے اپنے آپ کو غیر مسلم سمجھو اور پھر غیر مسلم کے لیے جو سیٹیں ہیں ان پر الیکشن لڑو۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں ملک کے ایک شہری کی حیثیت سے ووٹ دینے کا حق ملنا چاہیے۔

توہین رسالت کے قانون کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میرا نہیں خیال کہ یہ لوگ مولویوں کے خوف سے 'توہین رسالت کے قوانین' کو ختم کریں گے لیکن صرف ایک ہی صورت حال ہے اور وہ مخلوط انتخابات ہیں۔ مخلوط انتخابات ہوں تو ہم پارلیمنٹ میں جائیں اور وہاں آواز اُٹھائیں۔ اس سے ہمیں بعض بنیادی حقوق واپس ملنے شروع ہو جائیں گے۔ موجودہ حکومت بھی اسی ڈگر پر چل رہی ہے جس پر پہلی حکومتیں چلتی رہی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ نے بڑے واضح انداز میں فرمایا: جو بھی ہو، ہم خود کو کبھی بھی غیر مسلم نہیں کہیں گے کیونکہ یہ ہمارے ضمیر اور ایمان کے خلاف ہے۔

ممبر پارلیمنٹ Frank Heinrich نے عرض کیا کہ میں بھی جرمن ہیومن رائٹس کمیٹی کا حصہ ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں آپ لوگوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کا یورپ میں دیگر مسلمان فرقوں کے ساتھ کیسا تعلق ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مغربی دنیا میں بھی جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ہم ایک نئے نبی کو مانتے ہیں اور ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خاتمیت کو ردّ کرتے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود مولویوں کی طرف سے ہمارے خلاف یہی پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ ہم ختم نبوت کے خلاف ہیں۔ ہمارے مخالفین عام مسلمانوں کے دماغوں کو ہمارے خلاف آلودہ کر رہے ہیں۔ تاہم اس کے باوجود کافی مسلمان حتیٰ کہ بعض سکالرز اور اہلِ علم لوگ جانتے ہیں کہ احمدی درست ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے ساتھ ہونے کا اظہار بھی کرتے ہیں اور احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن عام لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ان مغربی ممالک میں ہماری براہِ راست مخالفت تو نہیں کرتے بلکہ اپنے طور پر کرتے ہیں، اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ بہر حال اس پراپیگنڈہ کی وجہ سے ان ممالک میں بھی ہم بدگمانیوں کا شکار ہیں۔

جناب Omid Nouripour کے استفسار پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں پہلے وقتوں میں تو بعض خاندان ایسے ہوتے تھے جن کے ساتھ احمدی بڑے دوستانہ ماحول میں رہتے تھے۔ لیکن مخالفانہ پراپیگنڈہ کی وجہ سے ایسے لوگ بھی دور ہو رہے ہیں۔

موصوف کے استفسار پر کہ عمران خان کے وزیراعظم بننے کے بعد کوئی تبدیلی آئی ہے، حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس سوال کا جواب آپ کو اس بات سے مل جائے گا کہ جب عمران خان صاحب اقتصادی مشاورتی کونسل تشکیل دے رہے تھے تو اس میں انہوں نے ایک احمدی ممبر کو بھی رکھا تھا۔ اس پر مولویوں نے بہت شور مچایا جس کی وجہ سے عمران خان صاحب کو اس احمدی کو اس کونسل سے نکالنا پڑا۔ موجودہ حکومت بھی ملاؤں کے آگے بے بس ہے۔ عمران خان کے آنے کے بعد بھی احمدیوں کے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہے بلکہ احمدیوں کے خلاف پہلے سے زیادہ کیسز ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں کئی سیاستدان ہیں جو کہتے ہیں مولویوں کے دباؤ کی وجہ سے ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کیونکہ مولوی کے پاس لوگوں کو سڑکوں پر لے کر آنے کی طاقت ہے۔

ممبر آف پارلیمنٹ Frank Heinrich نے عرض کیا کہ کیا Brexit کے بعد حضور یوکے میں رہنے سے مطمئن ہوں گے؟

اس پر حضورانور نے فرمایا: جہاں مذہبی آزادی ہوگی اور تمام لوگوں کو ان کے شہری حقوق مل رہے ہوں گے وہاں میں مطمئن ہی ہوں گا۔

ایک سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پاکستان میں چالیس سال سے زائد عرصہ سے ہم مظالم کا سامنا کر رہے ہیں۔ پاکستانی احمدی جو پاکستان میں رہ رہے ہیں وہ بھی خاموشی سے یہ تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ جو برداشت نہیں کر پاتے وہ وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں۔ بہر حال میری توجہ تو دنیا بھر میں

ساری جماعت پر ہے۔ نیپال میں، ملائیشیا میں، تھائی لینڈ میں اور سری لنکا میں بہت سے احمدی ہیں جو مشکلات برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے پاکستان سے وہاں پہنچے ہیں۔ ان ممالک میں UNHCR ان کے مقدمات سنتی ہے اور پھر یہ لوگ یورپ اور دوسرے ممالک میں چلے جاتے ہیں۔ ہماری مخالفت صرف پاکستان میں ہی نہیں ہے۔مثال کے طور پر ملائیشیا کے بعض صوبوں میں بھی ہمیں غیرمسلم سمجھا جاتا ہے۔

مسلمان ممبر آف پارلیمنٹ جناب Omid Nouripour نے عرض کیا کہ آپ لوگوں کو ملائیشیا میں بھی مسائل کا سامنا ہے، یہ سن کر بڑا دکھ ہوا ہے کیونکہ ملائیشیا تو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مسلمان ممالک میں سب سے زیادہ تحمل اور برداشت رکھنے والا ملک ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

بالعموم مولویوں کے اندر برداشت کا مادہ صفر ہے۔ تمام فرقے ایک دوسرے کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ بے شک انہوں نے دیگر فرقوں کو ہماری طرح غیرمسلم قرار نہیں دیا لیکن آپس میں ان کی دُشمنیاں ضرور ہیں۔ لیکن ہمارے خلاف 1974ء میں قانون بناتھا کہ you are not Muslim for the purpose of law and constitution۔ جب یہ قانون بناتھا تو اُس وقت مخلوط انتخابات ہی ہوتے تھے تاہم بعد میں اسے ختم کردیا گیا۔ پھر 1984ء میں ضیاء الحق نے جو قانون بنایا اس میں ہم پر سخت پابندیاں لگادی گئیں کہ ہم مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے، بچے کا نام احمد، محمد یا اسلامی نام نہیں رکھ سکتے۔ السلام علیکم نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے خلاف سخت قوانین بنائے گئے۔

گفتگو کے دوران یہ ذکر ہوا کہ جرمن حکومت شام کے مسائل کو سیاسی طور پر حل کرنے میں بہت فعال ہے۔ اس پر حضور انور نے وہاں موجود سیاستدانوں سے فرمایا کہ اس وقت گُردش لوگوں کو فی الواقع عالمی برادری کی طرف سے مدد کی ضرورت ہے۔

اِس استفسار پر کہ بنگلہ دیش میں جماعت کی کیا صورت حال ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بنگلہ دیش کی حکومت انصاف کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن نچلی سطح پر بعض علاقوں میں لوکل حکام کی طرف سے ملاں کی وجہ سے مسائل ہیں۔حکومت ہمارے خلاف نہیں ہے لیکن وہاں کا ملاں ہمارے خلاف ہے۔قومی سطح پر تو لوگ عقلمند ہیں، انہیں پتہ ہے کہ اگر انہوں نے احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو پاکستان نے کیا تھا تو پھر وہ بھی پاکستان کی طرح مشکلات کا سامنا کریں گے کیونکہ اس سے شدت پسند گروہوں کو مزید ترقی کرنے کا موقع ملتا ہے۔

یہ ملاقات سات بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد ان تینوں ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اِسی ہوٹل کے اُس وسیع ہال میں تشریف لے گئے جہاں ممبرانِ پارلیمان اور دیگر مہمانان سے ”اسلام اور یورپ“ کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد سب حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد دیر تک حضور انور مجلس میں رونق افروز رہے۔ اِس دوران بہت سے مہمان سٹیج پر آکر حضور انور سے ملتے رہے اور حضورِ انور کے ساتھ یادگار تصاویر بنواتے رہے۔

تقریب کے بعد واپسی کے لئے ہوٹل سے باہر تشریف لائے تو محترم امیر صاحب جرمنی کی درخواست پر کچھ ہی فاصلے پر جرمنی کے مشہور تاریخی مقام Brandenburger Tor کی طرف کچھ دور تک مع اہل قافلہ تشریف لے گئے اور اس کے قریب ایک اجتماعی تصویر اس طرح بنوائی کہ عقب میں مذکورہ بالا تاریخی عمارت نظر آرہی تھی۔

(اس رپورٹ کے لئے اخبار احمدیہ جرمنی کے نامہ نگار کے مشاہدات اور الفضل انٹرنیشنل لندن، 3 جنوری 2020ء سے استفادہ کیا گیا)

تصویر: بشکریہ شعبہ تبلیغ جرمنی

Adlon ہوٹل

ایک تعارف

مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب

19ویں صدی کے دوران روٴسا میں بڑی دعوتوں اور پُرتکلّف تقریبات کا انتظام کسی پبلک جگہ پر کرنے کا رواج امریکہ کے بڑے شہروں میں شروع ہوا۔ اس کے لئے بڑی کوٹھیوں یا محلوں کی بجائے خاص ہوٹل بنائے گئے جہاں پر صرف رات کو ٹھہرنے کا ہی انتظام نہ ہوتا تھا بلکہ ان ہوٹلوں میں بڑے بڑے پُرشوکت ہال مختلف قسم کی تقریبات کے لئے مخصوص کئے جاتے تھے اس کے ساتھ ریسٹورنٹ اور Cafetria ہوٹل کا حصہ بنائے گئے جہاں ہر قسم کے طعام وغیرہ کا وافر انتظام بھی ہوتا تھا۔ اسی طرح جدید سے جدید سہولیات مہیا ہوتی تھیں۔ گویا امراء کو اپنے پُرتعیش طرز زندگی کو شہروں میں وقتی طور پر گزارنے کا انتظام ان خاص قسم کے پُرآسائش ہوٹلوں میں کیا جاتا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ مختلف سیاسی اور بین الاقوامی کانفرنسز وغیرہ کے لئے بھی ایسی جگہوں کو منتخب کیا جانے لگا۔ گویا ان جگہوں کو ارباب حل و عقد، ملک کی اشرافیہ اور امراء مختلف تقریبات کے لئے استعمال کرتے رہتے تھے۔ امریکہ کے دیکھا دیکھی اس کا رواج یورپ میں بھی شروع ہوا اور آہستہ آہستہ یورپ کے مشہور شہروں میں اس قسم کے ہوٹل بننا شروع ہوئے۔ جرمنی کے دارالحکومت برلن میں بھی اگرچہ اس قسم کے دو ہوٹل تعمیر تو ہوئے مگر بیسویں صدی کے آغاز تک کوئی ایسا ہوٹل موجود نہ تھا جو دنیا کے دوسرے مشہور شہروں میں موجود ہوٹلوں کا مقابلہ کر سکے۔ اسی لئے جب Adlon Hotel کی تعمیر کا منصوبہ بنا تو جرمن کے قیصر Wilhelm II نے اس میں ذاتی دلچسپی لی اور شہر کے عین وسط میں مشہور جگہ Brandenburger Tor کے بالکل ساتھ زمین کے حصول میں خاص مدد کی۔

اس ہوٹل کو ایک تاجر Lorenz Adlon نے 1905ء میں بنانا شروع کیا اور دو سال کے عرصہ میں مکمل کیا۔ تعمیر مکمل ہونے تک قیصر موصوف بنفس نفیس ہوٹل میں آ کر عمارت کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ یہاں مہیا کی جانے والی جدید سہولیات میں خصوصی دلچسپی لیتا رہا۔ ہوٹل کے افتتاح ہونے کے ساتھ ہی یہاں پر مختلف روٴسا، سیاستدان اور عمائدین ٹھہرنے کے لئے آنا شروع ہوئے یہاں تک کہ جرمن شہنشاہ Wilhelm II خود بھی سردیوں کے کئی دن اس ہوٹل میں گزارتا۔ اس کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ غیر ملکی بادشاہ، وفود اور دوسرے سرکاری مہمانوں کو اسی ہوٹل میں ٹھہرانے کا انتظام کرتی۔ غرض بیسویں صدی کے آغاز سے ہی یہ جرمنی کا سب سے مشہور ہوٹل ٹھہرا۔

Das Hotel Adlon1926

https://de.wikipedia.org/wiki/Lorenz_Adlon

1933ء میں نازیوں کے برسر اقتدار آنے کے بعد Adlon ہوٹل کی حیثیت رفتہ رفتہ کم ہونی شروع ہوئی۔ اس کی ایک وجہ نازی جرمنی میں بین الاقوامی سیاحوں کی گھٹتی ہوئی تعداد تھی۔ جنگ عظیم دوم کے آخری دنوں میں برلن پر روسی افواج کے قبضہ کے دوران ہوٹل میں آگ لگ گئی جس سے اس کی عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ 1989ء میں دیوار برلن کے گرنے کے بعد 1995ء میں دوبارہ سے اس ہوٹل کو بنانے کا کام شروع ہوا اور 1997ء میں جرمنی کے صدر Herzog نے اس کا افتتاح کیا۔ یہ ہوٹل آج بھی اپنے اعلیٰ معیار اور سہولتوں کی وجہ سے جرمنی کا سب سے مشہور ہوٹل شمار ہوتا ہے، جس میں جرمنی آنے والے غیر ممالک کے سرکاری وفود، ملکی اور امریکی صدر Obama اور روسی صدر Putin جیسی مشہور شخصیات کے قیام کا اسی ہوٹل میں انتظام کیا جاتا رہا ہے۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

اعتکاف اور لیلۃ القدر

(مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب۔ مربی سلسلہ)

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجیے قبول ہے آج

رمضان المبارک یوں تو سارے کا سارا برکتوں، رحمتوں اور فضلوں کا مہینہ ہے لیکن جس طرح ہر پروگرام کا ایک عروج ہوتا ہے اور اُس وقت اس پروگرام کے شرکاء اپنا پورا زور لگا کر اسے کامیاب کرتے اور اس سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح رمضان المبارک کے بھی آخری دس ایّام اس اعتبار سے اہم ہوتے ہیں کہ ہر مسلمان نیکیوں، عبادات اور مجاہدات وریاضات میں غیر معمولی سرگرمی دکھاتا ہے، اپنے گناہوں کی بخشش اور خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیتا ہے۔ ان ایام میں آنحضرت ﷺ مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے تا کہ ہر قسم کے دنیوی معاملات سے الگ ہو کر خالصةً اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ میں نبی کریم ﷺ داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار فرماتے۔ اسی طرح صدقہ وخیرات اتنی کثرت سے فرماتے کہ اس کی مثال تیز آندھی سے دی گئی ہے۔ اسی لئے اسے آگ سے نجات پانے کا عشرہ بھی قرار دیا۔

اعتکاف مسائل و احکام

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں ''اَللَّبْثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ'' یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ یوں تو انسان جب چاہے اور جس دن چاہے اعتکاف بیٹھ سکتا ہے لیکن مسنون اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں:

''آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

ایک اور روایت آپ ؓ ہی سے اس طرح مروی ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ میں آپ ﷺ کے

لیے خیمہ تیار کرتی، آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اس میں تشریف لے جاتے۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتکاف بَابُ اعتکاف النساء)

حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتکاف بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)

ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسنون اعتکاف کے لئے رمضان کے آخری دس ایام ہی مخصوص ہیں۔

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہی ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

"لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ"

یعنی اعتکاف صرف ایسی مسجد میں ہوتا ہے جہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے"۔

(ابو داؤد کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض)

مرد کیلئے نماز باجماعت ادا کرنا فرض ہے اور اعتکاف بیٹھنا نفل ہے۔ اس لئے اگر تو کوئی شخص ایسی بستی میں رہتا ہے جہاں مسجد یا نماز سنٹر موجود ہے تو اس کا گھر میں اعتکاف بیٹھنا درست نہیں کیونکہ اس طرح وہ اپنے آپ کو نفل کی خاطر فرض کی ادائیگی سے محروم کر رہا ہوگا۔

تاہم آجکل کے مخصوص حالات میں حضرت خلیفہ المسیح الاوّل ؓ کا ایک ارشاد ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ الٰہ آباد سے ایک دوست نے آپؓ سے دریافت کیا کہ یہاں احمدیوں کی مسجد تو کوئی نہیں۔ میں نے ایک مکان اپنی رہائش کیواسطے کرایہ پر لیا ہوا ہے اسی کے ایک کمرے میں احمدی برادران نماز اور جمعہ پڑھ لیتے ہیں کیا ماہِ رمضان میں وہاں میں اعتکاف کر سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں آپ وہیں اعتکاف کر لیں۔

(بدر کلام امیر اکتوبر تا دسمبر 1912ء صفحہ 11)

جہاں تک اعتکاف کے آغاز کا تعلق ہے تو آنحضرت ﷺ کی سنت سے ثابت ہے کہ آپؐ 20 رمضان المبارک کی نماز فجر پڑھنے کے بعد اعتکاف شروع فرمایا کرتے تھے اور ماہ شوال کا چاند طلوع ہونے پر اعتکاف ختم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں:

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ"۔ (الفضل قادیان، 3 نومبر 1914ء)

اگر کسی شخص کو قبل از وقت یہ علم ہو کہ آخری عشرہ میں کسی کام کے سبب وہ اعتکاف جاری نہیں رکھ سکے گا تو اسے اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے زمانے میں حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اعتکاف بیٹھے مگر اعتکاف کے دنوں میں ہی ان کو کسی مقدمہ میں پیشی کے واسطے باہر جانا پڑ گیا۔ چنانچہ وہ اعتکاف توڑ کر عصر کے قریب یہاں سے جانے لگے تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کو مقدمہ میں جانا تھا تو اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ نمبر 91,90 روایت نمبر 114)

لیلۃ القدر

ہزار مہینوں سے بہتر قرار پانے والی بابرکت رات "لیلۃ القدر" بھی اسی آخری عشرہ میں بتائی گئی ہے جو دراصل حاصلِ رمضان ہی نہیں بلکہ کسی بھی مؤمن کے لئے حاصلِ زندگی بھی ہے۔ اس مبارک و مقدس رات کی کیفیت قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا (سورۃ القدر)

یعنی اس رات اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کلام لانے والا فرشتہ جبریل بھی نازل ہوتا ہے۔ گویا فرشتے تلاش کر رہے ہوتے ہیں کہ کون ہے جو دعائیں مانگ رہا ہے، اس کی دعاؤں کو عرش کے خدا کے سامنے لے جا کر پیش کریں جس کے نتیجہ میں اس کی زندگی کی کایا پلٹ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امّت کو لیلۃ القدر کی تلاش میں لگ جانے کی تاکید فرمائی کہ اِس وقت اللہ کے فضلوں کی برسات ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے اس عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ یہ گھڑی لیلۃ القدر کی ہے تو میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کرو: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي کہ اے اللہ تو درگزر کرنے والا ہے اور درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر کر۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی سے خبر پا کر لیلۃ القدر کا یہ لطیف تصور بھی پیش فرمایا ہے:

"یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی ہے درحقیقت اس لیلۃ القدر کا دامن آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور جو کچھ انسانوں میں دلی اور دماغی قویٰ کی جنبش آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیریں ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ سعیدوں کے عقلی قویٰ میں کامل اور مستقیم طور پر وہ جنبشیں ہوتیں ہیں اور اشقیاء کے عقلی قویٰ ایک کج اور غیر مستقیم طور سے جنبش میں آتے ہیں اور جس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کا کوئی نائب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں بلکہ اُسی زمانہ سے کہ وہ نائب رحم مادر میں آوے پوشیدہ طور پر انسانی قویٰ کچھ کچھ جنبش شروع کرتے ہیں اور حسب استعداد اُن میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور اس نائب کو نیابت کے اختیارات ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہو جاتی ہے پس نائب رسول اللہ ﷺ کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت اس لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے یا یوں کہو کہ اس کا ایک ظلؔ ہے جو آنحضرت ﷺ کو ملی ہے خدائے تعالیٰ نے اس

ربوہ کی ایک مبارک رات

ربوہ میں 27 رمضان المبارک کی رات کے روح آفریں مناظر سے متاثر ہو کر

ذکر سے بھر گئی ربوہ کی زمیں آج کی رات
اتر آیا ہے خداوند یہیں آج کی رات

شہر۔ جنت کے ملا کرتے تھے طعنے جس کو
بن گیا واقعۃً خلدِ بریں آج کی رات

وا درِ گریہ، کشا دیدہ و دل، لب آزاد
کس مزے میں ہیں ترے خاک نشیں آج کی رات

کوچے کوچے میں بپا شور "مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہ"
لاجرم نصرتِ باری ہے قریں، آج کی رات

جانے کس فکر میں غلطاں ہے مرا کافر گر
اِدھر اِک بار جو آنکلے کہیں آج کی رات

"غیر مسلم" کسے کہتے ہیں۔ اُسے دکھلائے
ایک اک ساکنِ ربوہ کی جبیں، آج کی رات

"کافر و ملحد و دجال" بلا سے ہوں مگر
تیرے عشاق کوئی ہیں تو ہمیں۔ آج کی رات

آنکھ اپنی ہی ترے عشق میں ٹپکاتی ہے
وہ لہو جس کا کوئی مول نہیں۔ آج کی رات

دیکھ اس درجہ غمِ ہجر میں روتے روتے
مر نہ جائیں ترے دیوانے کہیں۔ آج کی رات

جن پہ گزری ہے وہی جانتے ہیں۔ غیروں کو
کیسے بتلائیں کہ تھی کتنی حسیں آج کی رات

کاش اُتر آئیں یہ اُڑتے ہوئے سیمیں لمحات
کاش یوں ہو کہ ٹھہر جائے یہیں آج کی رات

(کلام طاہر صفحہ 11-12)

لیلۃ القدر کی نہایت درجہ کی شان بلند کی ہے جیسا کہ اُس کے حق میں یہ آیت کریمہ ہے کہ فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک مُمتد ہے ہر یک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں شائع کر دی جائیں گی اور انواع اقسام کے علوم غریبہ و فنون نادرہ و صناعات عجیبہ صفحۂ عالم میں پھیلا دئے جائیں گے اور انسانی قویٰ میں موافق اُن کی مختلف اِستعدادوں اور مختلف قسم کے امکان بسطت علم اور عقل کے جو کچھ لیاقتیں مخفی ہیں یا جہاں تک وہ ترقی کر سکتے ہیں سب کچھ بمنصّۂ ظہور لایا جائے گا لیکن یہ سب کچھ ان دنوں میں پُر زور تحریکوں سے ہوتا رہے گا کہ جب کوئی نائب رسول اللہ ﷺ دنیا میں پیدا ہو گا درحقیقت اِسی آیت کو سورۃ الزلزال میں مفصّل طور پر بیان کیا گیا ہے کیونکہ سورۃ الزلزال سے پہلے سورۃ القدر نازل کر کے یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر میں ہی نازل ہوتا ہے اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں ہی دنیا میں نزول فرماتا ہے اور لیلۃ القدر میں ہی وہ فرشتے اُترتے ہیں جن کے ذریعہ سے دُنیا میں نیکی کی طرف تحریکیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ ضلالت کی پُر ظلمت رات سے شروع کر کے طلوع صبح صداقت تک اسی کام میں لگے رہتے ہیں کہ مستعد دلوں کو سچائی کی طرف کھینچتے رہیں۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 157 تا 160)

عید مبارک

قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کی خدمت میں عید الفطر کے موقع پر دلی عید مبارک پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام عالم اسلام اور انسانیت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور حقیقی خوشیاں نصیب فرمائے، آمین۔

تعارف کتب

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

نوید حمید

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم صادق احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ حال ترکی کو ملی ہے

اہم اسلامی احکام میں سے ایک حکم جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے۔لیکن جہاد کی حقیقت کے بارے میں اکثر مسلمانوں میں غلط تصورات راہ پا گئے ہیں۔انہوں نے جہاد کے وسیع اور ہمہ گیر مضمون کو محدود کر کے اسے غیر قوموں کے ساتھ جنگ و جدل اور ان پر سیاسی تسلط حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا تھا۔اس غلط تعلیم کے زیر اثر بعض نادان تو بے گناہ غیر مسلموں کے قتل کو بھی عین جہاد تصور کرنے لگے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں دارالحرب کا تصور بھی موجود تھا جس کی رو سے کوئی بھی ایسا ملک جس کی حکومت غیر مسلم ہو تو وہ دارالحرب کہلائے گا۔ یعنی مسلمانوں پر اس ملک کے خلاف جنگ فرض ہو گی۔ نیز مسلمانوں کے لیے کسی ایسے ملک میں رہنا بھی جائز نہ ہوگا اور وہاں سے ہجرت کر کے کسی مسلمان ملک کی طرف نقل مکانی کرنا لازمی ہوگا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تو ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت بھی انہی خیالات کی حامی تھی۔ اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی اور انگریز مسلمانوں کو ان تعلیمات کی بنا پر اپنا دشمن اور باغی تصور کرتے تھے۔مستشرقین بھی اسلام کے خلاف اس قسم کا پراپیگنڈا کر رہے تھے کہ اسلام تلوار کے زور سے مسلمان بنانے کی تعلیم دیتا ہے وغیرہ۔ نیز مسلمانوں میں ایک اور غلط فہمی مہدی معہود کے بارے میں تھی۔ وہ ایک خونی مہدی کے منتظر تھے جو آ کر سب کافروں سے جنگ کرے گا اور جو مسلمان نہیں ہوں گے ان کو قتل کر دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے حالات میں مسلمانوں کی جہاد کے تصورات کی بھی اصلاح فرمائی۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں واضح فرمایا کہ جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں زبردستی مسلمان بنایا جائے یا ان سے حکومت چھینی جائے۔ بلکہ اسلام نے تلوار سے دفاع کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے کہ مخالفین پہلے حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے اور ان کی مذہبی آزادی چھیننے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی حکومت مذہبی آزادی دے تو مسلمانوں کی اس کے خلاف کسی قسم کی کارروائی اسلامی تعلیمات کے منافی ہو گی۔

حضور علیہ السلام کے اس دعویٰ کی بنا پر کہ آپ ہی مہدی موعود ہیں بہت سے مخالفین نے یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ آپ علیہ السلام معاذ اللہ مہدی ہونے کی حیثیت سے انگریز حکومت کے خلاف جنگ کرنا چاہتے ہیں جس طرح مہدی سوڈانی نے انگریزوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ اسی طرح اس بات کا بھی احتمال تھا کہ انگریز حکومت بھی حضور اقدس کے دعویٰ مہدویت کی حقیقت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو اپنا مخالف سمجھنے لگے۔

اس غلط پراپیگنڈا کے تدارک کے لئے نیز اسلام کی جہاد کی تعلیمات کو واضح فرمانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سن 1900 میں یہ مختصر رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد تحریر فرمایا۔ ایک طرف

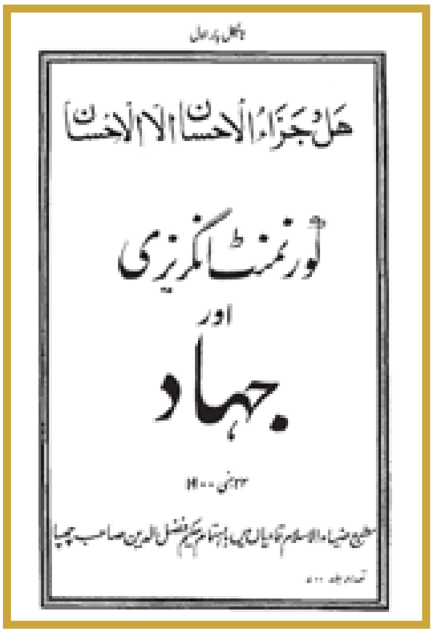

تو آپ علیہ السلام نے یہ واضح فرمایا کہ چونکہ انگریز حکومت مسلمانوں کو پوری مذہبی آزادی دیتی ہے اس لیے ایسی حکومت کی مخالفت اسلامی شریعت کے مطابق جائز نہیں۔ اسی طرح جہاد بالسیف کی شرائط موجود نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اسے ممنوع قرار دیا۔اس حکم کی تصدیق میں آپ نے ایک حدیث کا حوالہ بھی دیا۔آپ فرماتے ہیں:

”تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت ﷺ کے منہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا“۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

”جبکہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں“۔

اسی طرح حضور اقدسؑ نے اس طرف بھی مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ جہاد ایک وسیع اصطلاح ہے اسے جہاد بالسیف تک محدود کرنا درست نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے“۔

الغرض یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیے گئے علم کلام کے طفیل مسلمانوں میں رائج جہاد کے غلط تصورات کا ازالہ ہوا اور جہاد کی حقیقت پر مبنی تعلیم روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)۔

مئی کا مہینہ

اور

ہجرت کا عہد آفرین واقعہ

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب۔ مربی سلسلہ
اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے عہد خلافت میں امت مسلمہ کی قومی و ملی زندگی کے لئے دینی روایات قائم کرنے کی کوشش فرمائی۔ اس سلسلے میں حضور کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ حضور نے اپنی جماعت میں سن عیسوی کی جگہ سن ہجری شمسی کو رائج فرمایا۔ آپ نے جنوری 1939ء میں تقویم ہجری شمسی کی ترویج کے لئے ایک سب کمیٹی قائم فرمائی۔ اس کمیٹی نے حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں مروجہ شمسی کیلنڈر کے ہر ماہ میں ہونے والے ابتدائی تاریخ اسلام کے اہم واقعات مرتب کئے اور انہی واقعات کے مطابق مہینوں کے نام رکھ کر ہجری شمسی کیلنڈر مرتب کیا اور کیلنڈر کی ابتداء ہجرت مدینہ سے کی گئی۔ یعنی 1940ء کا سال 1319 ہجری شمسی قرار دیا گیا۔ اس کمیٹی کی تجاویز کے مطابق یہ اسلامی کیلنڈر جنوری 1940ء میں متعارف ہوا۔

تاریخ اسلام میں ایک بہت بڑا موڑ اُس وقت آیا جب آنحضور ﷺ نے امرِ الٰہی سے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ یہ واقعہ شمسی کیلنڈر کے مطابق ماہ مئی میں ہوا تھا چنانچہ ہجری شمسی کیلنڈر میں اس مہینہ کا نام ہجرت رکھا گیا۔

یثرب سے دارالہجرت مدینہ منورہ تک

ملک عرب کے علاقہ حجاز کے ایک غیر معروف شہر یثرب کو یہ فخر حاصل ہوا کہ وہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کا دارالہجرت قرار پایا۔ آنحضرتؐ کے مبارک قدم رنجہ فرمانے سے یثرب مدینۃ الرسولؐ اور مدینہ طیبہ کہلایا اور آپؐ کے انفاس قدسیہ سے شعائر اللہ میں بدل گیا۔ مدینہ میں مہاجرین اسلام کی آمد سے قبل عرب اور یہودی آباد تھے۔ مدینہ 39.55o طول بلد اور 24.15o عرض بلد پر اس شاہراہ پر واقع ہے جو قدیم زمانہ میں شام سے یمن جاتی تھی (دائرۃ المعارف لمحمد فرید وجدی ج10) شام یورپ کا دروازہ تھا اور یمن کی بندرگاہوں پر چین، ہندوستان اور دیگر مشرقی ممالک کا سامان تجارت آ کر اُترتا تھا۔ آب و ہوا صحرائی علاقہ ہونے کی وجہ سے سردیوں میں سخت سرد اور گرمیوں میں

سخت گرم ہوتی ہے رات کو گرمی کے موسم میں بھی خنکی ہوتی ہے۔ اردگرد کی زمین زرخیز ہے۔ ابوالقاسم الزجاجی کے نزدیک یثرب کو آباد کرنے والا شخص یثرب بن قانیہ بن مہارابیل بن ادم بن عبیل بن عوص بن ادم بن سام بن نوح تھا۔ (وفاء الوفاء) اس لئے اس بستی کا نام بھی یثرب ٹھہرا۔ بعد میں یہودی بھی یہاں آباد ہوئے۔ مستند تواریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ مدینہ میں یہود کے آنے سے بہت قبل عمالقہ آباد تھے جو مصر سے آئے تھے۔ مصر کے مشہور محقق محمد فرید وجدی نے مدینہ کی تعمیر، تاریخ اور کتبات کے شواہد کی بناء پر 1600ق م یا 2222 قبل الہجرت قرار دی ہے۔ (دائرۃ المعارف جلد 10) مدینہ میں اوس اور خزرج کے علاوہ پانچ یہودی قبائل آباد تھے۔

ہجرت مدینہ منورہ تاریخ اسلام کا ایک درخشندہ انقلابی دور ہے۔ اسی دور میں اسلام کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ اور تربیت کے تاریخ ساز مواقع میسر آئے۔ اسی لحاظ سے حضرت عمرؓ نے اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہجرت نبویؐ سے فرمایا تھا۔

آغاز نبوت سے مکی زندگی آنحضرت ﷺ اور ابتدائی مسلمانوں کے لئے پُرآشوب دور تھا۔ آپؐ نے صحابہؓ کو ہجرت کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ جو حبشہ ہجرت کر سکتے تھے وہ وہاں چلے گئے۔ آپؐ نے مکہ سے باہر بھی تبلیغ اسلام کی غرض سے طائف کا سفر کیا لیکن ان لوگوں نے بھی اہل مکہ کی طرح مخالفت کی۔ آپؐ حج کے موقع پر آنے والوں کو بھی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ جس کے نتیجے میں 620ء میں یثرب کے چھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ اگلے سال بارہ افراد نے اسلام کو قبول کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس جانے لگے تو ان کی تعلیم و تربیت اور مدینہ میں دعوت اسلام کی مہم جاری کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ساتھ بھجوایا۔ حضرت مصعبؓ نے وہاں پہنچ کر مدینہ کے سردار اسد بن زرارہؓ کے گھر قیام کیا۔ تعلیم القرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نمازوں میں امامت کے فرائض بھی انجام دینے لگے۔ (ابن سعد جلد 3 صفحہ 118) مدینہ میں باقاعدہ نماز جمعہ جاری کرنے کی تاریخی سعادت بھی حضرت مصعبؓ کے حصے میں آئی۔ حضرت سعد بن خیثمہؓ کے گھر جو پہلا جمعہ پڑھا گیا، اس میں مدینہ کے بارہ افراد شامل ہوئے۔

(ابن سعد جلد 3 صفحہ 118)

آپؓ نے دعوت الی اللہ کے جذبہ سے سرشار ہو کر کمال محنت، اخلاص اور حکمت و محبت کے ساتھ مدینہ کے اجنبی لوگوں سے رابطہ اور اثر ورسوخ پیدا کر کے انہیں اسلام سے روشناس کرایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ کے گھر گھر اسلام کا بیج بودیا۔ حضرت مصعبؓ نے ایک سال تک مدینہ میں اشاعت اسلام کے لئے خوب سرگرمی سے کام کیا اور دعوت الی اللہ کے شیریں پھل آپ کو عطا ہوئے چنانچہ اگلے سال سن 12 نبوی 622ء میں حج کے موقع پر آپ مدینہ سے 72 انصار کا وفد لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ اس وفد کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا انتظام بھی عقبہ مقام پر کیا گیا۔ جہاں اس وفد نے آپؐ کی بیعت کی جو بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت رسول اکرمؐ کو ہجرت سے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار خبر دی جارہی تھی اور آپؐ پر یہ واضح ہوچکا تھا کہ ہجرت ایسے شہر کی طرف ہوگی جہاں کنوئیں اور کھجور کے باغات پائے جاتے ہیں۔ پہلے آپؐ کا خیال یمامہ یا حجر کے شاداب علاقوں کی طرف گیا مگر جب یثرب میں اسلام کا چرچا ہوا تو آپ نے سمجھ لیا کہ ہجرت یثرب کی طرف مقدر ہے چنانچہ آپؐ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ جو طاقت رکھتا ہے یثرب کی طرف ہجرت کر جائے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں روکوں کے باوجود اکثر صحابہؓ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

(ابن ہشام زرقانی وخمیس بحوالہ سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 234)

ہجرت نبی اکرم ﷺ

صحابہؓ کی ہجرت سے اہل مکہ کو خطرہ پیدا ہوا کہ اس طرح یہ وہاں اکٹھے ہو کر طاقت پکڑ جائیں گے چنانچہ انہوں نے (نعوذباللہ) حضرت نبی اکرم ﷺ کے قتل کا پروگرام بنایا اور دارالندوہ میں اکٹھے ہو کر قسم کھائی اور قتل کا پروگرام بنایا اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہجرت

کا حکم دیا چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہجرت کے لئے تیار فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب اور واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس وقت آپ کے پاس ستر اسّی صحابہ موجود تھے، جن میں حضرت علیؓ بھی تھے مگر اُن سب میں سے آپ نے اپنی رفاقت کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہی انتخاب کیا۔ اس میں کیا سر ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کا فہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی نے آنحضرت ﷺ کو کشف اور الہام سے بتادیا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔ ابوبکرؓ اس ساعتِ عُسر میں آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیحؑ پر جب اِس قسم کا وقت آیا تو اُن کے شاگرد اُن کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے تو لعنت بھی کی۔ مگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غارِ ثور کہتے ہیں، آپؐ جا چھپے۔ شریر کفّار جو آپؐ کو ایذارسانی کے لئے منصوبے کر چکے تھے، تلاش کرتے ہوئے اُس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل ہی سر پر آپہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا بھی نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جائیں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ:40) کچھ غم نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ

تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّہ پر آنحضرت ﷺ کو اور دوسرے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رکھا ہے۔ اس وقت دونوں ابتلاء میں ہیں۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو۔ کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہو گا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے، کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور دیوانے کی طرح بڑھتے ہوئے آئے ہیں، لیکن آپ کے کمال شان کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیقؓ کو فرماتے ہیں۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا۔ کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی شجاعت کے لئے تو یہ نمونہ ہی کافی ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 250)

آنحضرت ﷺ دو دن تک غارِ ثور میں رہے اور تیسرے دن طے شدہ پروگرام کے مطابق رات کو غار کے پاس حضرت ابوبکرؓ کے ملازم حضرت عامر بن فہیرہؓ دو تیز رفتار اونٹنیاں لے کر پہنچ گئے اس طرح یہ قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ ابھی تعاقب کا اندیشہ تھا اس لئے یہ قافلہ اصل راستے سے ہٹ کر روانہ ہوا۔ قریش نے اعلان کیا کہ جو کوئی محمد (ﷺ) کو زندہ یا مُردہ لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اس لئے کئی لوگ آپؐ کی جستجو میں تھے۔ ایسے میں سراقہ بن مالک بن جعشم آپؐ کا تعاقب کرتے ہوئے قریب پہنچ گیا لیکن تائید الٰہی آپؐ کے شامل حال تھی اس لئے وہ آپؐ تک نہ پہنچ پایا، بالآخر اس کو تقدیر الٰہی سمجھ کر آپؐ سے امان کا طالب ہوا لہٰذا آنحضرت ﷺ نے اس وعدہ کے ساتھ کہ وہ کسی کو بتائے گا نہیں اس کو امن کا پروانہ عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے سراقہ! تیرا اُس وقت کیا حال ہو گا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے؟ سراقہ اس وقت تو حیران ہوا لیکن حضرت عمرؓ کے دور میں ایران کی فتح کے بعد یہ پیشگوئی عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی۔

آنحضرت ﷺ نے آٹھ روز کے سفر کے بعد 14 نبوی بمطابق 622ء میں مدینہ منورہ میں ورود مسعود فرمایا۔ ابتداء میں مدینہ کے نواحی محلہ قبا کے مقام پر چند روزہ قیام کے دوران آپؐ نے پہلا جمعہ پڑھایا۔ مدینہ منورہ میں ہر کوئی خواہشمند تھا کہ رسولِ خدا ﷺ اس کے مہمان ہوں۔ ان کے والہانہ اصرار پر آپؐ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو آزاد چھوڑ دیا جائے جہاں خدا کا منشاء ہو گا یہ وہیں کھڑی ہو گی۔ اونٹنی جہاں کھڑی ہوئی وہ بنونجار کے دو یتیموں کی زمین تھی آپؐ نے رقم کی ادائیگی کر کے وہ زمین خرید لی۔ اور اسی جگہ مسجد نبویؐ اور مکانات بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ جب تک آنحضرتؐ کے مکانات تیار نہیں ہو گئے آپ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام فرما رہے جو اس جگہ کے برابر ہی تھا۔ آپؐ نے کچھ عرصہ بعد حضرت زید بن حارثہؓ کو مکہ بھجوا کر اپنے اہل و عیال کو بھی مدینہ بلوالیا۔

مدینہ میں مسلمانوں کی تربیت اور تبلیغ اسلام کے کام کو آزادی سے کرنے کے مواقع ملے۔ آپؐ نے مسلمانوں کے درمیان معاہدہ اخوت جاری فرمایا اور اسی طرح مدینہ میں بسنے والے غیر مسلم لوگوں کے ساتھ امن و آشتی سے رہنے کے لئے آپؐ نے دنیا کا سب سے پائیدار اور قابل عمل امن کا معاہدہ فرمایا جس کو میثاق مدینہ کہا گیا۔ جس کے تحت ہر ایک کو آزادی ضمیر اور آزادی مذہب دی گئی۔ نیز صاف گوئی اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کا پابند کیا گیا۔

ہجرت باطنی یعنی توبہ

ظاہری طور پر ہجرت ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کو کہتے ہیں۔ لیکن احادیث میں خدا تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح نیکیوں کی طرف یعنی دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر خدا کی رضا کی طرف ہجرت کرنے کے طریقے سکھانے والا مہینہ رمضان المبارک اسی ماہ ہجرت میں آ رہا ہے۔ اور اگلے سال بھی اس کا کچھ حصہ اسی مہینہ میں آئے گا۔ اس میں ایسی ہجرت کرنے کی مشق کروائی جاتی ہے جو انسان کو فوزِ عظیم سے ملا دیتی ہے۔ اصل ہجرت ہے بھی یہی باقی چیزیں تو اس کے لئے بطور مثال ہیں۔ اس باطنی ہجرت میں انسان شر سے خیر، بدی سے نیکی، برائی سے اچھائی، نفرت سے محبت اور نفاق سے اتفاق کی طرف مسلسل سفر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَمَنۡ یُّہَاجِرۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ یَجِدۡ فِی الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا کَثِیۡرًا وَّسَعَۃً ؕ وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِہٖ مُہَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ثُمَّ یُدۡرِکۡہُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء:101)

یعنی اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر اس حالت میں موت آ جاتی ہے۔ تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَجٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (البقرہ:219)

یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ ہَاجَرُوۡا وَ جٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ (التوبہ:20)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ (الذاریات:51)

''پس تیزی سے اللہ کی طرف دوڑو''

ان آیات میں لقائے باری تعالیٰ کے حصول اور اس کی خاطر سعی کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے توبہ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ (سنن ابو داؤد جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ صفحہ 542) یعنی جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو چھوڑ دینا۔ ایک اور موقع پر فرمایا اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 160) یعنی تو اس چیز کو چھوڑ دے جو تیرے رب کو ناپسند ہے۔ پھر فرمایا اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوْءَ فَاجْتَنَبَهُ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 215) یعنی مہاجر وہ ہے جس نے برائیوں سے ہجرت کی اور ان سے مجتنب رہا یعنی توبہ کی۔ پھر فرمایا۔ اَنْ تَهْجُرَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَ مَا بَطَنَ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 226) یعنی تو برائی کے ظاہر اور باطن کو کلیتاً چھوڑ دے۔ یہی وہ ہجرت ہے جو انسان نے کرنی ہے اس ہجرت کا دروازہ توبہ اور رجوع الی اللہ ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہت بدقسمت ہے وہ شخص کہ اسے رمضان کا مہینہ ملا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''ہجرت کبھی ختم نہ ہو گی جب تک کہ توبہ ختم نہ ہو اور یہ نہ ختم ہو گی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو''۔

(سنن ابو داؤد کتاب الجہاد باب الہجرۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا، جبکہ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ (الزلزال:8) کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے۔ اس کا اجر کبھی ضائع ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو۔ ریا اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ بر و بحر کے شدائد ومصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کو قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہو سکتا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 225)

ایک اور جگہ بیعت کو توبہ اور ہجرت کے مضمون سے جوڑتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ اُس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے، وہ گلیاں کوچے، بازار سب چھوڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر سب کچھ چھوڑ دیا، سب کچھ بھول کر ایک نئی زندگی میں داخل ہو گئے اور پھر کبھی واپسی کا خیال بھی دل میں پیدا نہ ہوا اس عزم کے ساتھ اس توبہ کی طرف اور رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس ہجرت کے لئے جو ذرائع خدا نے ہمیں میسر کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ رمضان کے روزوں کے ساتھ ساتھ عبادات یعنی نماز باجماعت، ذکرِ الٰہی، نوافل میں باقاعدگی اور حسن پیدا کریں، قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کا ترجمہ پڑھیں، احادیث پڑھیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں، خلافت سے وابستہ ہو جائیں یعنی دعا کے لئے خط لکھیں، خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں اور دعاؤں کی طرف مسلسل توجہ دیں۔ ان نیکیوں کی طرف متوجہ رہیں یعنی مالی قربانی کریں، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کریں، اہل خانہ سے حسن سلوک کریں، لین دین میں معاملہ صاف رکھیں، والدین کی عزت کریں، بچوں کا خیال رکھیں، مخلوق سے ہمدردی کریں، اخلاق حسنہ یعنی سچائی، امانت، دیانت، ایثار، حسن ظنی، شکر، عفو، عدل واحسان، پاک دامنی کی پیروی کریں۔ نیز ان بدیوں یعنی جھوٹ، بخل، بدظنی، حسد، غیبت، خیانت، چوری اور عیب جوئی وغیرہ سے بچتے رہیں۔

انسان کی زندگی میں اپنی سمت درست کرنے، اپنا محاسبہ کرنے اور نئے عہد باندھنے کے لئے رمضان آتا ہے۔ نیکی کے سفر کا ارادہ کرنے والے کے لئے پختہ عزم اور عہد باندھنے کے یہ دن ہیں۔ ہر رمضان میں ایک انسان ایک نیکی اپنانے اور ایک بدی چھوڑنے کا مصمم ارادہ کرے تو بات کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

''یاد رکھو کہ جس خدا نے دنیوی ہجرت کے نتیجے میں اپنے کئے گئے وعدے تمہاری توقعات سے بھی بڑھ کر پورے فرمائے وہ تمہاری روحانی ہجرت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تم پر موت نہیں آئے گی جب تک تمہارا دل تسکین سے نہ بھر جائے جب تک وہ سب لذتیں سینکڑوں گنا زیادہ عطا نہ کی جائیں جن لذتوں کو خدا کی خاطر تم نے چھوڑا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے''۔

(خطبہ جمعہ 23۔ اگست 1996ء)

نیکی سے بدی کا یہ سفر آسان نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ یعنی اللہ کی رضا کے سفر کے لئے مومن کو بعض مشکلات برداشت کرنی پڑتی ہیں، عبادات کی حقیقی لذت کے لئے راتوں کو بستر چھوڑنا پڑتا ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو خیر باد کہہ کر اللہ اور اس کے رسول کی خواہشات اور جذبات کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب خلافت کے وفادار، جاں نثار اور مطیع و فرمانبردار بنیں۔ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو اور حقیقی اور اصلی توبہ کی ہمیں توفیق دے، آمین۔

عید الفطر اور صیامِ شوّال کے احکام و مسائل

(ابن شریف بندیشہ)

ہر مذہب اور قوم میں مذہبی اور تمدنی تہوار منائے جاتے ہیں۔ اسلام نے بھی اس فطرتی پہلو کو بعض اصلاحی امور کے ساتھ جاری رکھا ہے۔ چنانچہ اِسلام میں خوشیاں منانے کے طریق دوسرے مذاہب سے اس اعتبار سے مختلف ہیں کہ اسلامی تہوار گہری حکمت اور اور مقصدیت رکھتے ہیں۔مثلاً عید الفطر رمضان کی مشقت کے بعد آتی ہے تو عید الاضحیہ کے پس منظر میں بے مثال قربانیوں کا منظر ہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے دو دن کھیل کود کے لیے مقرر کر رکھے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ان دو دنوں کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں بھی ان دنوں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے بدلے میں دو دن عطا فرمائے ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔ ایک عید الاضحیٰ دوسرا عید الفطر۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین)

حضرت مصلح موعود ؓ عید کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رمضان گزر گیا اور وہ دن آ گیا جسے عید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رمضان ہمیشہ ختم ہو جاتے ہیں اور خدا اپنے بندوں کے لئے عیدیں بھیج دیتا ہے۔ لمبے سے لمبا عرصہ امتحان کا جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے رکھا ہے رمضان کا مہینہ ہے۔ تیس دن خدا کے بندے روزے رکھتے ہیں، بھوکے رہتے ہیں، پیاسے رہتے ہیں، شہوانی تقاضوں سے بچتے ہیں، راتوں کو جاگتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، تلاوت قرآن کریم زیادہ کرتے ہیں، ذکر الٰہی کرتے ہیں اور بعض تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ غرض یہ تیس دن کا مہینہ دینی لحاظ سے عجیب لطف اور مزے کا مہینہ ہوتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے ایک امتحان ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بندے بھوکے اور پیاسے رہتے اور شہوانی تقاضوں سے اپنے آپ کو مجتنب رکھتے ہیں لیکن یہ ابتلاء ایک مہینہ کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور خدا اپنے بندوں کے لئے عید کا دن لے آتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 321)

عید کے دن خوبصورت لباس پہننا سنت رسول ﷺ ہے چنانچہ آپؐ ہر عید پر یمنی منقش چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (کتاب الاُمّ لامام شافعی، کتاب صلوٰۃ العیدین باب الزینۃ للعید)

عید الفطر کے دن تکبیرات پڑھنا بھی مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے روز اپنے گھر سے نکلنے سے لے کر عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے“۔ (سنن الدار قطنی کتاب العیدین حدیث نمبر6:)۔ اسی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2006ء میں ایک خصوصی ارشاد کے ذریعہ اس طرف توجہ دلائی تھی۔

نماز عید سے قبل ہر مسلمان پر صدقۃ الفطر (فطرانہ) ادا کرنا ضروری ہے حتٰی کہ آنحضرت ﷺ ہر چھوٹے،

بڑے، آزاد، غلام اور ایسے افراد کی طرف سے فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے جو کسی کے زیر کفالت ہوں۔(الدارقطنی کتاب زکاۃ الفطر)

عید کے دن آنحضور ﷺ نے روزہ رکھنے سے سختی سے منع فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ عیدالفطر کے دن نماز کے لئے تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے جب تک کہ چند کھجوریں نہ کھالیں۔ (بخاری کتاب العیدین)

عید شان وشوکت کے اظہار کا بھی دن ہے، اُس روز آنحضرت ﷺ پیدل جایا کرتے تھے اور ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس لوٹتے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا)

نمازعید کا وقت سورج کے نیزہ برابر بلند ہونے سے لے کر زوال سے قبل تک رہتاہے۔ رسول کریمؐ نے حضرت عمرو بن حزم ؓ جو نجران میں تھے، کو لکھا کہ عید الاضحیٰ جلدی پڑھا کرو، اور عید الفطر قدرے تاخیر سے ادا کیا کرو اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کیا کرو۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی)

اسی کے مطابق جماعت احمدیہ میں دونوں عیدوں پر عید کی دو رکعت نماز کسی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔(فقہ احمدیہ، حصہ عبادات صفحہ 178)

نمازعید کے مسنون طریق کے مطابق دونوں عیدوں کے موقع پر قرأت سے قبل پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دونوں رکعات میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔(جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ)

اگر مقتدی اس وقت نماز عید میں شامل ہو کہ ایک رکعت مکمل ہو چکی تھی تو ایسی صورت کی بابت آنحضرتؐ کے ارشاد مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ نماز کا جو حصہ تم امام کے ساتھ پالو وہ ادا کرلو اور جو حصہ رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو، کے مطابق وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس رکعت کی تکمیل اسی طرح کرے گا جس طرح اس نے اسے امام کی اقتداء میں ادا کرنا تھا۔ نماز عید صرف باجماعت ہوتی ہے، انفرادی نہیں۔(فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 178) اگر کسی جگہ مسجد یا نماز سینٹر نہیں ہے اور صرف ایک دو یا چند گھر ہیں یا اگر ایک ہی گھر کے افراد ہیں تو وہ اپنے گھر میں نظام کی اجازت سے عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔خصوصاً آجکل کے مخصوص حالات میں وہی ان کی باجماعت نماز ہے۔ تاہم احباب کو چاہیے کہ مسنون طریق کے مطابق عید کے لئے تیاری کریں۔

آنحضور ﷺ نماز عید سے پہلے یا بعد نوافل ادا نہیں فرمایا کرتے تھے۔ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے پھر عورتوں کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اپنی زیارت سے شرفیاب کرنے کے ساتھ نصائح فرماتے۔(بخاری)

عید کے دن بکثرت صدقہ وخیرات کرکے دوسروں کو بھی عید کی خوشیوں میں شامل کرنا چاہئے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں:

”یہ الٰہی ضیافت کا دن ہے۔ پس مومن کو چاہئے کہ کھانے میں توسیع کر دے اور غرباء کی خبر گیری کرے“۔(خطبات نور صفحہ 411)

عید کے روز آنحضور ﷺ تفریح کے بھی قائل تھے چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ اس وقت انصار کی دو لڑکیاں میرے ہاں جنگ بعاث کے متعلق شعر گا رہی تھیں۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا خدا کے رسول کے گھر میں شیطانی بانسریوں کے ساتھ (گانے گائے جارہے ہیں)۔ یہ واقعہ عید کے روز کا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

اے ابوبکرؓ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔(بخاری، کتاب العیدین)

اسی طرح حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ عید کا دن تھا اور اسی روز کچھ حبشی نیزوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے میرے پوچھنے پر یا از خود مجھے فرمایا کہ کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی۔ ہاں۔ اس پر آپ نے مجھے اپنی اوٹ میں کھڑا کرلیا میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ انہیں کہتے تھے کہ اے بنی اَرفِدَہ اپنا کھیل جاری رکھو۔ یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تو جاؤ۔(بخاری، کتاب العیدین)

شوال کے چھ روزے

عیدالفطر کے بعد رمضان المبارک کی برکات کو جاری رکھنے کی خاطر ماہ شوّال کے ابتدائی چھ ایام میں بھی روزے رکھنے کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارا سال روزے رکھے“۔

(مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

صیامِ شوال کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

”رمضان ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔ اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں وہ ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں، اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔“(خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 71)

اگر کسی شخص کے ماہ رمضان کے چند روزے رہ گئے ہوں تو عیدالفطر کے بعد وہ ماہ شوال کے پہلے ہفتہ کے چھ نفلی روزے رکھ سکتا ہے کیونکہ ماہ رمضان کے چھٹے ہوئے روزوں کی تعداد پوری کرنے کے لئے اگلے رمضان تک کی مہلت موجود ہے۔ شریعت میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ پہلے فرض روزے پورے کئے جائیں اور پھر نفلی روزے رکھے جائیں۔(تلخیص از الفضل انٹرنیشنل 11 نومبر 2005 صفحہ 2)

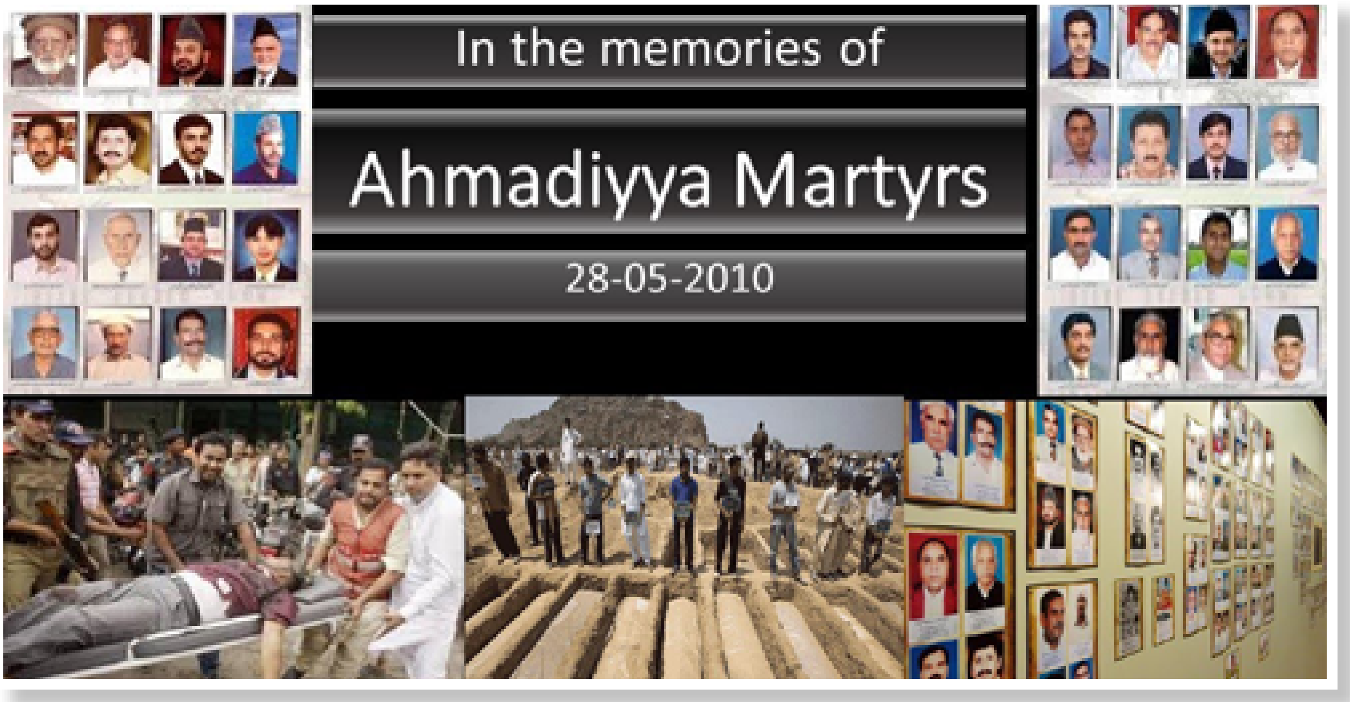

دشمن کوظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو

سلطان احمد قمر

حقیقی ایمان والوں کی
بے مثال قربانیوں کے نظّارے

28 مئی 2010ء کو پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں واقع جماعت احمدیہ کی دو مساجد پر عین نمازِ جمعہ کے وقت دہشت گردوں نے حملے کر کے ظلم و بربریت کی ایک اور داستان رقم کی۔ ان حملوں میں اَسّی سے زائد احمدیوں کو جامِ شہادت نوش کرنے کی سعادت ملی۔ اُسی روز چند گھنٹوں کے بعد سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور کمال تحمل، صبر، حوصلہ کے ساتھ جماعت کو ہمت دلائی اور اس دہشت گردی پر رَدّعمل کا اسلامی طریق سکھلایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ظالمانہ کارروائیوں کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اِبتدائے عالم سے ہی شیطان اور انسان کی جنگ شروع ہے اور مذہبی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پڑنے کے ساتھ ہی شیطان نے جنگ شروع کر دی تھی۔ شدت سے انسانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔ اور پھر جو بھی انبیاء کا زمانہ آیا ہر زمانے میں یہ تاریخ دُہرائی جاتی رہی اور دُہرائی جا رہی ہے۔ انبیاء جب آتے ہیں تو آ کر انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے دکھاتے ہیں اور شیطان ان میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پہلے بھی کرتا رہا ہے اور اب بھی کرتا ہے۔ مختلف طریقوں، حیلوں، بہانوں، لالچوں اور خوف کے ذریعے سے ڈراتا ہے۔ گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں بے شمار جگہ اس بات کا ذکر آیا ہے۔ انسان اور آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی شیطان نے اپنے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ قرآنِ کریم میں سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک شیطان کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کے حملوں سے ہوشیار کیا ہے اور بچنے کا حکم دیا ہے اور دعا بھی سکھائی ہے کہ اے اللہ! ہمیں شیطانِ لعین کے حملوں سے بچا اور ہمیں ہر دم اپنی پناہ میں رکھ“۔

پھر ان حملوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”جیسا کہ میں نے کہا مخالفت کی آندھیاں تیز تر ہو رہی ہیں۔ لاہور میں جو مسجد (دو مساجد: دار الذکر، گڑھی شاہو اور مسجد نور، ماڈل ٹاؤن۔ ناقل) پر حملہ ہوا ہے اس کے نقصان کی نوعیت ابھی پوری طرح سامنے نہیں آئی۔ لیکن کافی زیادہ شہادتیں بھی ہوئی ہیں اور زخمی بھی بہت زیادہ ہیں اور بعضوں کی حالت کافی critical ہے۔ دارالذکر میں ابھی تک پوری طرح صورتحال واضح نہیں ہوئی۔ پتا نہیں کس حد تک شہادتیں ہو جاتی ہیں۔ لوگ جمعہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بہر حال تفصیلات آئیں گی تو پتہ لگے گا لیکن کافی تعداد میں شہادتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب شہیدوں کے درجات بلند فرمائے اور زخمیوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ بعض کافی critical حالت میں ہیں۔ مخالفین نے جو یہ اجتماعی نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا بدلہ لینے پر قادر ہے۔ کس ذریعہ سے اس نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھانا ہے، کس طرح اس نے ان فساد اور ظلم بجالانے والوں کو پکڑنا ہے، یہ وہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی غیرت کو بار بار للکار رہے ہیں اور ظلم میں بڑھتے چلے جارہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عبرت کا نشان بنا دے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہوگا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو رَدِّعمل کے بارہ میں یوں تلقین فرمائی:

جیسا کہ میں نے کہا احمدی اپنی دعاؤں میں مزید درد پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے تکبر، ان کی شیطنت، ان کی بڑائی، ان کی طاقت کے زعم کو اپنی قدرتوں اور طاقتوں کا جلوہ دکھاتے ہوئے خاک میں ملا دے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کے ایمان اور ایقان میں ترقی دیتا چلا جائے۔ اور یہ ابتلا کبھی ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث نہ بنے۔ تمام دنیا کے احمدی پاکستان کے احمدیوں کے لئے آج کل بہت دعا کریں۔ بڑے شدید تنگ حالات ہیں۔ اسی طرح مصر کے اسیران کے لئے بھی بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ ہندوستان میں بھی گزشتہ دنوں کیرالہ میں دو تین احمدیوں پر غلط الزام لگا کر اسیر بنایا گیا ہے۔ ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ان اسیروں، زخمیوں اور شہیدوں کی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی اور شیطان اور اس کے چیلے کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی رحم فرمائے اور آئندہ ہر ابتلاء سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 18 تا 24 جون 2010 صفحہ 5 تا 7)

پھر بعد کے ایک دوسرے خطبہ جمعہ میں ان واقعات میں شہادت کا رُتبہ پانے والے خوش نصیبوں کا عمومی تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:

”آج ہمارے شہداء کی خاک سے بھی یقیناً یہ خوشبو آرہی ہے جو ہمارے دماغوں کو معطّر کر رہی ہے۔ ان کی استقامت ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے، اسے کبھی نہ چھوڑنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ابتلاء کا لمبا ہونا تمہارے پائے استقلال کو ہلا نہ دے۔ کہیں کوئی ناشکری کا کلمہ تمہارے منہ سے نہ نکل جائے۔ ان شہداء کے بارے میں تو بعض خوابیں بھی بعض لوگوں نے بڑی اچھی دیکھی ہیں۔ خوش خوش جنت میں پھر رہے ہیں۔ بلکہ ان پر تمغے سجائے جارہے ہیں۔ دنیاوی تمغے تو لمبی خدمات کے بعد ملتے ہیں یہاں تو نوجوانوں کو بھی نوجوانی میں ہی خدمات پر تمغے مل رہے ہیں۔ پس ہمارا رونا اور ہمارا غم خدا تعالیٰ کے حضور ہے اور اس میں ہمیں کبھی کمی نہیں ہونے دینی چاہئے۔ آپ لاہور کے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ”لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں“۔ (تذکرہ صفحہ 328 جدید ایڈیشن) اور ”لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں“۔ (تذکرہ صفحہ 328) پس یہ آپ لوگوں کا اعزاز ہے جسے آپ لوگوں نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو صبر اور دعا سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور پھر اس تعلق میں بہت سی خوشخبریاں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں آپ جن کے شہر کے نام کے ساتھ خوشخبریاں وہاں کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک مسیح علیہ السلام کے ذریعہ دی ہیں۔ دشمن نے تو میرے نزدیک صرف جانی نقصان پہنچانے کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی مقصد تھے۔ ایک تو خوف پیدا کر کے اپنی نظر میں، اپنے خیال میں کمزور احمدیوں کو احمدیت سے دور کرنا تھا، نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنی تھی۔ لیکن نہیں جانتے کہ یہ ان ماؤں کے بیٹے ہیں جن کے خون میں، جن کے دودھ میں جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کا عہد گردش کر رہا ہے۔ جن کے اپنے اندر عہدِ وفا نبھانے کا جوش ہے۔ دوسرے دشمن کا یہ خیال تھا کہ اس طرح اتنی بڑی قربانی کے نتیجے میں احمدی برداشت نہیں کر سکیں گے اور سڑکوں پر آجائیں گے۔ توڑ پھوڑ ہوگی، جلوس نکلیں گے اور پھر حکومت اور انتظامیہ اپنی من مانی کرتے ہوئے جو چاہے احمدیوں سے سلوک کرے گی۔ اور اس ردِّعمل کو باہر کی دنیا میں اُچھال کر پھر احمدیوں کو بدنام کیا جائے گا۔ اور پھر دنیا کو دکھانے کے لیے، بیرونی دنیا کو باور کرانے کے لئے یہ لوگ اپنی تمام تر مدد کے وعدے کریں گے۔ لیکن نہیں جانتے کہ احمدی خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے والے اور اس کی پناہ میں آنے والے لوگ ہیں۔ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں۔ اور یہ کبھی ایسا ردّ عمل نہیں دکھا سکتے۔ جب یہ ردّ عمل جو مخالفین کی توقع تھی ان لوگوں نے نہیں دیکھا اور پھر بیرونی دنیا نے بھی اس ظالمانہ حرکت پر شور مچایا اور میڈیا نے بھی ان کو ننگا کر دیا تو رات گئے حکومتی اداروں کو بھی خیال آ گیا کہ ان کی ہمدردی کی جائے۔ اور اپنی شرمندگی مٹائی جائے۔ اور پھر آ کے بیان بازی شروع ہوگئی۔ ہمدردیوں کے بیان آنے لگ گئے۔ حیرت ہے کہ ابھی تک دنیا کو، ان لوگوں کو خاص طور پر یہ نہیں پتہ چلا کہ احمدی کیا چیز ہیں؟ گزشتہ ایک سو بیس سالہ احمدیت کی زندگی کے ہر ہر سیکنڈ کے عمل نے بھی ان کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ یہ ایک امام کی آواز پر اُٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ یہ اس مسیح موعودؑ کے ماننے والے لوگ ہیں جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے آیا تھا۔ جنہوں نے جانور طبع لوگوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنایا تھا۔ پس اب جبکہ ہم درندگی کی حالتوں سے نکل کر باخدا انسان بننے کی طرف قدم بڑھانے والے ہیں، ہم کس طرح یہ توڑ پھوڑ کر سکتے ہیں۔ جلوس اور قتل و غارت کا ردّ عمل کس طرح ہم دکھا سکتے تھے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ ہم نے تو اپنا غم اور اپنا دکھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے اور اس کی رضا پر راضی اور اس کے فیصلے کے انتظار میں ہیں۔

یہ درندگی اور سفّاکی تمہیں مبارک ہو جو خدا کے نام پر خدا کی مخلوق بلکہ خدا کے پیاروں کے خون کی ہولی کھیلنے والے ہو۔ عوام کو مذہب کے نام پر دوبارہ چودہ پندرہ سو سال پہلے والی بدّوانہ زندگی میں لے جانے والے اور اس میں رہنے والے ہو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ اب کسی مسیح موعودؑ کی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس سے بھی انکاری ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے لئے قرآن اور شریعت کافی ہے۔ کیا تمہارے یہ عمل اس شریعت اور قرآن پر ہیں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لائے تھے؟ یقیناً نہیں۔ تم میرے آقا، ہاں وہ آقا جو محسنِ انسانیت تھا اور قیامت تک اس جیسا محسنِ انسانیت پیدا نہیں ہو سکتا، اس محسنِ انسانیت کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے ہو۔ ناموسِ رسالت کے نام پر میرے پاک رسول ﷺ کو بدنام کرنے والے ہو۔ یقیناً قیامت کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ تم میں سے ایک ایک کو پکڑ کر تمہیں تمہارے بدانجام تک پہنچائے گا۔ ہمارا کام صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر احمدی اس پر کاربند رہے گا۔

ایک صاحب نے مجھے لکھا، جو جاپان سے وہاں گئے ہوئے تھے اور جنازے میں شامل ہوئے کہ آخرین کی شہادتوں نے نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک کی یادوں کو تازہ کر دیا۔ ربوہ کے پہاڑ کے دامن میں ان مبارک وجودوں کو دفناتے ہوئے کئی دفعہ ایسا لگا جیسے اِس زمانے میں نہیں۔ صبر و رضا کے ایسے نمونے تھے جن کو الفاظ میں ڈھالنا ناممکن ہے۔ انصار اللہ کے لان میں مَیں نے اپنی دائیں طرف ایک بزرگ سے جو جنازے کے انتظار میں بیٹھے تھے پوچھا کہ چچا جان! آپ کے کون فوت ہوئے ہیں؟ فرمایا میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ میرا دل دہل رہا تھا اور پُرعزم چہرہ دیکھ کر ابھی میں منہ سے کچھ بول نہ پایا تھا کہ انہوں نے پھر فرمایا کہ الحمدللہ! خدا کو یہی منظور تھا۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ میرے چاروں طرف پُرعزم چہرے تھے اور میں اپنے آپ کو سنبھال رہا تھا کہ ان کو وقار ہستیوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کروں کہ خود مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ کہتے ہیں کہ میں مختلف لوگوں سے ملتا اور ہر بار ایک نئی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ خون میں نہائے ایک شہید کے پاس کھڑا تھا کہ آواز آئی میرے شہید کو دیکھ لیں۔ اس طرح کے بے شمار جذبات احساسات ہیں۔

ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے انہیں اپنے فضل سے بچا لیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائیاں ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کہ رو دھو رہی ہو گی۔ یعنی میرے پاس آئیں کہ رو دھو رہی ہوں گی کیونکہ مسجد کے ساتھ ان کا گھر تھا۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے؟ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے حضور مقرّب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر عورتیں حیران رہ گئیں اور اُلٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے؟ اور پھر آگے لکھتی ہیں کہ اس نازک موقع پر ربوہ والوں نے جو خدمت کی اور دُکھی دلوں کے ساتھ دن رات کام کیا اس پر ہم سب آپ کے اور ان کے شکر گزار ہیں۔ ایک ماں کا اٹھارہ سال کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ایک لڑکا تھا باقی لڑکیاں ہیں، میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا، شہید ہو گیا اور انتہائی صبر اور رضا کا ماں باپ نے اظہار کیا اور یہ کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ مسلم الدّروبی صاحب سیریا کے ہیں وہ بھی ان دنوں میں وہاں گئے ہوئے تھے۔ اور ان کو بھی ٹانگ پر کچھ زخم آئے ہیں، شام کے احمدی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا نظارہ میں نے کبھی نہیں دیکھا، کوئی افراتفری نہیں تھی، کوئی ہراسانی نہیں تھی، کوئی خوف نہیں تھا۔ ہر ایک آرام سے اپنے اپنے کام کر رہا تھا اس وقت بھی جب دشمن گولیاں چلا رہا تھا اور انتظامیہ کی طرف سے جو بھی ہدایات دی جا رہی تھیں ان کے مطابق عمل ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرے لئے تو ایک ایسی انہونی چیز تھی کہ جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

پس یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں۔ قربانیوں کی عظیم مثال ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ شہید ہو گیا ہے۔ پوری جماعت کے لئے یہ مائیں درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤں! اس جذبے کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے، جب تک یہ پُرعزم سوچیں رہیں گی، کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

ایک احمدی نے لکھا کہ میں ربوہ سے گیا تھا۔ ایک نوجوان خادم کے ساتھ مل کر لاشیں اٹھاتا رہا تو سب سے آخر میں اس نے میرے ساتھ مل کر ایک لاش اٹھائی اور ایمبولینس تک پہنچا دی اور اس کے بعد کہنے لگا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ اس ایمبولینس کے ساتھ چلا گیا بلکہ واپس مسجد میں چلا گیا اور اپنی ڈیوٹی جو اس کے سپرد تھی اس کام میں مستعد ہو گیا۔

یہ ہیں مسیح محمدی کے وہ عظیم لوگ جو اپنے جذبات کو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں۔ بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ جمع کر کے لکھے بھی جائیں گے۔ ایک بات جو سب نے بتائی ہے جو کامن (Common) ہے، عینی شاہد جو بتاتے ہیں کہ دہشت گرد جب یہ سب کارروائی کر رہے تھے تو کوئی پینک (Panic) نہیں تھا۔ جیسا کہ الدّروبی صاحب نے بھی لکھا ہے۔ امیر صاحب اور مربی صاحب اور عہدیداران کی ہدایات پر جب تک یہ لوگ عہدیداران زندہ رہے سکون سے عمل کرتے رہے اور اس کے بعد بھی کوئی بھگدڑ نہیں مچی بلکہ بڑے آرگنائزڈ طریقے سے دیواروں کے ساتھ لگ گئے تاکہ گولیوں سے بچ سکیں اور بیٹھ کر دعائیں کرتے رہے۔ اور ایک بزرگ اس حالت میں مسلسل سجدہ میں رہے ہیں کوئی پرواہ نہیں کی کہ دائیں بائیں گولیاں آ رہی ہیں۔ یہ ہیں ایمان والوں اور حقیقی ایمان والوں کے نظارے"۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن مؤرخہ 25 جون 2010 صفحہ 5 تا 9)

سانحہ 28 مئی 2010ء میں شہادت کا رُتبہ پانے والے خوش نصیبوں کے مختصر کوائف ذیل میں درج کئے جارہے ہیں کہ دین کی خاطر اپنے خون کی قربانی پیش کرنے والے ان معصوموں کی قربانیوں کا زندہ رکھنا اور ان کے لئے اور ان کی نسلوں کے لئے دعائیں کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ۔

خوں شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر! رائیگاں کب گیا تھا کہ اَب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے پھول پھل لائے گی ، پھول پھل جائے گی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان شہیدوں کو ان زرّیں الفاظ میں خراج عقیدت پیش فرمایا تھا:

”ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمانِ اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دے دی ہیں اور ان کہکشاؤں نے ہمارے لئے نئے راستے متعین کر دیئے۔ ان میں سے ہر ستارہ جب اس سے علیحدہ ہو کے بھی ہمارے لئے قطب ستارہ بن جاتا ہے۔ پس ہمارا کوئی بھی دشمن کبھی بھی اپنی مذموم اور قبیح کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور ہر شہادت بڑے بڑے پھل پیدا کرتی ہے، بڑے بڑے مقام حاصل کرتی ہے“۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 25 جون 2010ء)

شہدائے مسجد دارالذکر لاہور

نمبر	نام شہداء	عمر	وصیت	تعلیم	معاشرتی حیثیت	جماعتی خدمات
1	مکرم منیر احمد صاحب	70 سال	موصی	ایل۔ایل بی	جج برائے سول، سیشن، سپیشل اینٹی کرپشن، NAB	امیر ضلع لاہور
2	مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب	59 سال		میکینیکل انجنیئر	چیف انجنیئر پاکستان ریلوے	وقف زندگی بعد از ریٹائرمنٹ، سابق قائد علاقہ راولپنڈی و لاہور، سیکرٹری تربیت نومبائعین و جائیداد لاہور
3	مکرم اشرف بلال صاحب	56 سال	موصی			سیکرٹری تحریکِ جدید
4	مکرم مرزا نعیم الدین صاحب	56 سال			ریٹائرڈ کیپٹن	
5	مکرم کامران ارشد صاحب	38 سال		بی اے	کمپوزر	سیکرٹری تعلیم
6	مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب	39 سال			ڈرائیونگ	
7	مکرم مرزا کرم بیگ صاحب	58 سال				
8	مکرم منور احمد خان صاحب	61 سال			قالینوں کا کاروبار	
9	مکرم عرفان احمد ناصر صاحب	31 سال	موصی		سماجی کارکن	منتظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ
10	مکرم سجاد اظہر بھروان صاحب	30 سال	موصی		ریلوے ملازم	

نمبر	نام شہداء	عمر	وصیت	تعلیم	معاشرتی حیثیت	جماعتی خدمات
11	مکرم مسعود احمد اختر باجوہ صاحب	72 سال	موصی		ریٹائرڈ واپڈا آفیسر	زعیم انصار اللہ و امیر۔ معاون سیکرٹری اصلاح وارشاد و اشاعت ضلع اور سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ دارالذکر
12	مکرم محمد آصف فاروق صاحب	30 سال		بی اے ماس کمیونیکیشن	ملازمت	سمعی بصری شعبہ ایم ٹی اے
13	مکرم شیخ شمیم احمد صاحب	38 سال			ملازم بینک ''الفلاح''	آڈیٹر حلقہ الطاف پارک
14	مکرم محمد شاہد صاحب	28 سال				
15	مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب	55 سال	موصی	ایل ایل بی	پروفیسر انگریزی گورنمنٹ کالج باغبان پورہ لاہور	نائب زعیم انصار اللہ لاہور چھاؤنی
16	مکرم ولید احمد صاحب	17 سال	موصی	فرسٹ ایئر میڈیکل		وقف نو
17	مکرم ملک انصار الحق صاحب	63 سال			ملازم پاکستان آرمی	
18	مکرم ناصر محمود خان صاحب	39 سال	موصی		مالک پرنٹنگ پریس	ناظم عمومی اور نائب قائد اوّل حلقہ فیصل ٹاؤن
19	مکرم سردار افتخار الغنی صاحب	43 سال	موصی			وصایا و تعلیم القرآن کے سیکرٹری
20	مکرم عبد الرشید ملک صاحب	64 سال	موصی			
21	مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب	78 سال	موصی		نیوز کاسٹر ریڈیو پاکستان پشاور سٹوڈیو، کالم نگار	سابق صدر حلقہ
22	مکرم مظفر احمد صاحب	73 سال				مجلس دھرم پورہ کے سیکرٹری مال رہے
23	مکرم میاں مبشر احمد صاحب	65 سال	موصی		ڈسٹری بیوٹر	سابق امیر جماعت تحصیل وزیر آباد
24	مکرم فدا حسین صاحب	69 سال				
25	مکرم خاور ایوب صاحب	50 سال	موصی		اکاؤنٹ اور بجٹ آفیسر واپڈا	سیکرٹری وقفِ نو و محاسب
26	مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب	33 سال		میٹرک	ٹھیکیدار	
27	مکرم حاجی محمد اکرم ورک صاحب	74 سال		میٹرک	ملازم محکمہ اوقاف	سیکرٹری تعلیم اور نائب صدر حلقہ
28	مکرم میاں لئیق احمد صاحب	66 سال			الیکٹریشن	سیکرٹری اشاعت حلقہ کینال پارک خدمت
29	مکرم مرزا شاہیل منیر صاحب	19 سال		طالبعلم BBA	ساؤنڈ سسٹم کا کاروبار	
30	مکرم ملک مقصود احمد صاحب	80 سال	موصی	ایف اے		سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری تعلیم القرآن، امین اور آڈیٹر
31	مکرم نور الامین صاحب	39 سال		میٹرک	فوٹو گرافر پاکستان نیوی	منتظم عمومی حلقہ ماڈل ٹاؤن
32	مکرم انیس احمد صاحب	35 سال	موصی	میٹرک	کاروبار کمپیوٹر ہارڈ ویئر	
33	مکرم منور احمد صاحب	30 سال	موصی			نائب ناظم اصلاح و ارشاد
34	مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب	51 سال	موصی	الیکٹریکل انجینئرنگ	الیکٹریکل انجینئر	گوجرانوالہ اور لاہور میں متعدد تنظیمی و جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔
35	مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب	83 سال	موصی	بار ایٹ لاء	رجسٹرار مونوپلی کنٹرول اتھارٹی	سابق امیر جماعت اسلام آباد، نائب امیر ضلع لاہور، ممبر قضاء بورڈ، ممبر فقہ کمیٹی
36	مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب	34 سال	موصی			معاون قائد ضلع، ناظم تربیت نومبائعین ضلع، سابق ناظم اطفال اور سیکرٹری اشاعت ڈیفنس
37	مکرم اعجاز الحق صاحب	46 سال			سیٹلائٹ ٹیکنیشن	حلقہ کے ناظم اطفال تھے
38	مکرم شیخ ندیم احمد طارق صاحب	40 سال	موصی		سپیئر پارٹس کا کاروبار	
39	مکرم عامر لطیف پراچہ صاحب			ایم بی اے لاہور		فعال رکن عاملہ ضلع سرگودھا
40	مکرم مرزا ظفر احمد صاحب	56 سال	موصی	مکینکس ڈپلومہ ہولڈر	انجینئر سولر انرجی جاپان	صدر جماعت ٹوکیو، سیکرٹری مال، سابق نائب امیر جاپان
41	مکرم شیخ محمد اکرام اطہر صاحب	66 سال				

نمبر	نام شہداء	عمر	وصیت	تعلیم	معاشرتی حیثیت	جماعتی خدمات
42	مکرم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب	57 سال		MBBS	اے ایم ایس میو ہسپتال لاہور	
43	مکرم مرزا محمد امین صاحب	70 سال				مختلف جماعتی مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی
44	مکرم چوہدری محمد نواز ججہ صاحب	80 سال		بی۔اے، بی۔ایڈ	ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کشمیر	محاسب حلقہ
45	مکرم عبدالرحمٰن صاحب	21 سال		طالب علم میڈیکل		2008ء میں قبول احمدیت
46	مکرم نثار احمد صاحب	46 سال	موصی		فیکٹری ورکر	
47	مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب	31 سال	موصی	ایم ایس سی آنرز	ویٹرنری آفیسر	
48	مکرم ظفر اقبال صاحب	59 سال		بی اے	ٹرانسپورٹ	ایک سال قبل مع فیملی بیعت کی توفیق پائی
49	مکرم منصور احمد صاحب	36 سال	موصی		کمپنی ملازم	
50	مکرم مبارک علی اعوان صاحب	59 سال		بی اے، بی ایڈ	ملازم محکمہ تعلیم	
51	مکرم عتیق الرحمٰن ظفر صاحب	55 سال			ڈرائیور	
52	مکرم محمود احمد صاحب	53 سال			سیکیورٹی گارڈ دارالذکر	
53	مکرم احسان احمد خان صاحب	26 سال			ملازم شیزان انٹرنیشنل	سیکرٹری وقفِ جدید خدمت
54	مکرم منور احمد قیصر صاحب	57 سال			کاروبار فوٹو گرافی و فوٹوسٹیٹ	
55	مکرم حسن خورشید اعوان صاحب	24 سال				
56	مکرم وسیم احمد صاحب	38 سال	موصی	MSC کمپیوٹر سائنس	مینیجر سوفٹ ویئر کمپنی	ناظم اطفال مجلس علامہ اقبال ٹاؤن
57	مکرم ملک وسیم احمد صاحب	54 سال		میٹرک	لانس نائیک ریٹائرڈ، سیکیورٹی گارڈ مسجد دارالذکر	
58	مکرم محمد حسین صاحب	80 سال		ناخواندہ لیکن قرآنِ مجید پڑھتے تھے	کوئٹہ میں فرنیچر کی دکان	فرقان فورس میں خدمت کی توفیق پائی
59	مکرم ڈاکٹر اصغر یعقوب خان صاحب	60 سال		MSC بائیو کیمسٹری		

شہدائے مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور

نمبر	نام شہداء	عمر	وصیت	تعلیم	معاشرتی حیثیت	جماعتی خدمات
1	مکرم ناصر احمد چوہدری صاحب	91 سال	موصی		میجر جنرل ریٹائرڈ	
2	مکرم محمد انور صاحب	45 سال	موصی		ریٹائرڈ فوجی	سیکیورٹی گارڈ مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن
3	مکرم عمیر احمد ملک صاحب	36 سال	موصی		کنٹریکٹر واپڈا	ناظم اشاعت ضلع لاہور، صدر AACP لاہور چیپٹر
4	مکرم شیخ محمد یونس صاحب	63 سال	موصی	میٹرک		ریٹائرڈ کارکن صدر انجمن احمدیہ، سیکرٹری اصلاح وارشاد اور دعوت الی اللہ
5	مکرم چوہدری محمد احمد صاحب	85 سال	موصی	میٹرک	ریٹائرڈ وارنٹ آفیسر ایئرفورس، سابق ہیڈ سول ڈیفنس بم ڈسپوزل اسکواڈ	
6	مکرم الیاس احمد اسلم قریشی صاحب	76 سال	موصی		ریٹائر اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ اے وی پی	صدر جماعت جوہر ٹاؤن
7	مکرم طاہر محمود احمد صاحب	53 سال		میٹرک	پرائیویٹ ملازمت	
8	مکرم سید ارشاد علی صاحب	80 سال			ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ، سابق ہیڈ ماسٹر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ	سیکرٹری مال گارڈن ٹاؤن
9	مکرم چوہدری محمد مالک صاحب چدھڑ	93 سال	موصی	بی۔اے		
10	مکرم شیخ ساجد نعیم صاحب	59 سال	موصی	بی۔اے	سابق مینیجر ایم سی بی بینک	بطور نائب منتظم تعلیم القرآن
11	مکرم محمد اشرف بھلر صاحب	47 سال		پرائمری	اینٹوں کے بھٹہ کا کاروبار	
12	مکرم مبارک احمد طاہر صاحب	57 سال	موصی	ایم اے	وائس پریذیڈنٹ نیشنل بنک	نائب قائد اور ناظم تعلیم حلقہ دارالذکر

نمبر	نام شہداء	عمر	وصیت	تعلیم	معاشرتی حیثیت	جماعتی خدمات
13	مکرم سعید احمد طاہر صاحب	37 سال				
14	مکرم چوہدری حفیظ احمد کاہلوں صاحب	83 سال		ایل ایل بی	ایڈووکیٹ سپریم کورٹ	
15	مکرم محمود احمد صاحب	58 سال			ملازم محکمہ ٹیلیفون	
16	مکرم مرزا منصور بیگ صاحب	29 سال	موصی		زری کی دکان	سیکرٹری اشاعت، ناظم تحریک جدید
17	مکرم میاں منیر عمر صاحب	70 سال		بی اے		
18	مکرم ارشد محمود احمد بٹ صاحب	48 سال		I.COM		نائب زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری تحریک جدید
19	مکرم محمد حسین ہلی صاحب	68 سال			الیکٹریشن	
20	مکرم ملک زبیر احمد صاحب	61 سال			ملازم محکمہ واپڈا	
21	مکرم شیخ مبشر احمد صاحب	47 سال				
22	مکرم میاں سعید درد صاحب	80 سال		مولوی فاضل، بی اے	ریٹائرڈ مینیجر نیشنل بینک	
23	مکرم محمد یحییٰ خان صاحب	77 سال		سول انجینئرنگ	عراق میں ملازمت	عراق میں جماعت قائم کرنے کی سعادت ملی سیکرٹری تعلیم القرآن رہے
24	مکرم لعل خان ناصر صاحب	52 سال	موصی	بی۔اے	بجٹ اکاؤنٹ آفیسر تربیلا	سابق قائد ضلع وامیر ضلع مظفر گڑھ، زعیم انصار اللہ پنجاب سوسائٹی، سیکرٹری تربیت نو مبایعین، سیکرٹری رشتہ ناطہ
25	مکرم محمود احمد شاد صاحب (مربی سلسلہ)	48 سال	موصی	شاہد		سابق نائب ایڈیٹر ماہنامہ خالد و مربی سلسلہ تنزانیہ، حال مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور
26	مکرم نذیر احمد صاحب	72 سال				
27	مکرم سید لئیق احمد صاحب	72 سال	موصی	ایم۔اے۔انگریزی	ریٹائرڈ مینیجر ایم سی بی بینک	ریٹائرڈ مینیجر ایم سی بی بینک

بقیہ: جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ از صفحہ 46

جامعہ احمدیہ جرمنی

مؤرخہ 20 فروری 20ء کو مجلس ارشاد جامعہ احمدیہ جرمنی کے تحت زیر صدارت مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم صہیب احمد ناصر صاحب نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم رانا شیراز احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کا پاکیزہ منظوم کلام ''بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا'' پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے بیان فرمودہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ پر مشتمل ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ پہلی تقریر عزیزم حافظ لقمان احمد صاحب کی بعنوان ''حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق'' تھی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا محمد فاتح احمد ناصر صاحب، استاد جامعہ احمدیہ جرمنی کی ''حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اسلام کی خاطر جامعہ احمدیہ کی آبیاری'' کے موضوع پر تھی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود کی جامعہ احمدیہ کو مضبوط کرنے، مبلغین اور مربیان کرام سے وابستہ امیدوں اور حضورؓ کی قیمتی نصائح کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد عزیزم اویس احمد ملک صاحب، عزیزم محمد طلحہ کاہلوں صاحب اور عزیزم شارب احمد بلوچ صاحب نے حاضرین کے سامنے ترانہ پیش کیا۔

آخر پر مہمان خصوصی مکرم عبدالباسط طارق صاحب نے ''حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں اُٹھنے والے فتنے اور ان کا قلع قمع'' کے عنوان سے تقریر کی۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت کے آغاز میں اٹھنے والے انکار خلافت کا فتنہ اور اس کی تفصیلات بیان کیں۔ اسی طرح تحریک شدھی کا فتنہ اور اس تحریک کو ناکام کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی کاوشوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔

پروگرام کے آخر پر مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی نے بھی مختصر خطاب کیا جس کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ (حامد اقبال۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

فرانکفرٹ

مؤرخہ 23 فروری 2020ء کو تین بجے سہ پہر بیت السبوح میں لوکل امارت فرانکفرٹ کے زیر اہتمام جلسہ ہوا۔ جس میں مقامی مربیان سلسلہ مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب اور مکرم مبشر احمد بٹ صاحب نے تقاریر کیں، بعدہ ایک کوئز پروگرام بھی ہوا۔ صدارتی ریمارکس میں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے بعض دلچسپ واقعات بیان کئے۔ جلسہ کی مجموعی حاضری تین صد سے زائد تھی۔ (آفاق احمد زاہد)

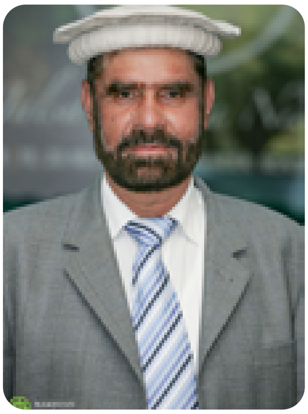

دو نہایت مخلص اور باوفا خدام کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے اسیرِ راہ مولا ساہیوال مکرم رانا نعیم الدین صاحب ابن مکرم چوہدری فیروز دین صاحب کا ٹھگڑھی مؤرخہ 9/اپریل 2020ء کو ایک مختصر علالت کے بعد قریباً 90 برس کی عمر میں Royal Surrey County Hospital میں وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اپنی جماعتی خدمات کا آغاز فرقان فورس میں شمولیت کے ساتھ کیا تھا اور 1954ء سے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے عملہ خصوصی حفاظت میں نہایت درجہ محنت، جانفشانی، اخلاص اور وفا کے ساتھ خدمت بجالا رہے تھے۔ 1978ء سے نجی وجوہات کی بناء پر رخصت پر تھے کہ 26 اکتوبر 1984ء کی صبح خادم مسجد احمدیہ ساہیوال کی حیثیت سے مخالفین کے ایک حملہ کا مقابلہ کرنے کی پاداش میں جیل میں ڈال دیئے گئے اور اسیرِ راہ مولا کے رتبہ سے سرفراز ہوئے۔ پھر آپ نے دس سالہ عرصہ اسیری نہایت بلند حوصلہ اور مثالی صبر واستقامت کے ساتھ گزارا حتی کہ فوجی ڈکٹیٹر کی طرف سے آپ کو سزائے موت کا ظالمانہ اور بہیمانہ حکم سنایا گیا تو بھی اسے خندہ پیشانی سے سنا اور قبول کیا۔

مسجد پر ہونے والے حملہ کا دفاع آپ نے نہ صرف بڑی شجاعت سے کیا بلکہ پولیس اور خصوصی فوجی عدالت کے سامنے بھی زبانی اور تحریری طور پر جرأت و بہادری کے ساتھ اِعتراف کیا کہ فائرنگ انہوں نے ہی کی تھی۔ آپ کی یہی شجاعت اور صاف گوئی اور سلسلہ کے وقار وعزت کا جذبہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر آپ کو سرخرو کیا۔ آپ کو سزا سنانے والا آمر اپنی ہی نمرودیت کی آگ میں جل کر بھسم ہوا جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عزت کے ساتھ رہائی عطا فرمائی اور سالہا سال تک دربار خلافت میں قابل رشک خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور شاندار انجام بخیر کے ساتھ اپنے پاس بلایا، الحمد للہ ؏

یہ رُتبہ ملا ، جس کو مل گیا

مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ان میں ایک جذبہ تھا، خلافت سے پیار تھا، اس کے قریب رہنے کی تڑپ تھی، جو ان کو مسجد میں کھینچ لاتی تھی، ڈیوٹی پر لے آتی تھی۔ میں نے ان کے چہرے پر ہمیشہ بڑی طمانیت دیکھی۔ اور خلافت کے لئے محبت دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اگلے جہان میں بھی پیار اور محبت کا سلوک فرمائے، اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 اپریل 2020ء)

دیرینہ خادم سلسلہ اور عملہ حفاظت خاص کے سینئر رکن محترم ناصر سعید صاحب مؤرخہ 5 اپریل 2020ء کو قریباً 70 سال کی عمر میں اخلاص اور صدق وصفا اور خدمت دین سے معمور کامیاب زندگی گزار کر اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم محترم چوہدری تاج دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ چوہدری صاحب موصوف ایک مخلص احمدی گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کو جوانی میں قدم رکھتے ہی خلیفہ وقت کی خدمت میں پیش کر دیا جہاں مرحوم نے نہایت حساس مفوضہ فرائض محبت وفدائیت میں سرشار ہو کر سرانجام دیئے اور ساری عمر خلیفہ وقت کے قدموں میں رہتے ہوئے وار دی۔ ہر آنے جانے والے کے ساتھ خوش اخلاقی سے ملنا، ہر ملنے والے کو کسی نہ کسی ناطہ سے تعلق یاد کرانا آپ کا خاص وصف تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی تو اس کے فوراً بعد جن ارکان عملہ حفاظت کو پاکستان سے بلوایا گیا، ان میں سرفہرست ناصر سعید صاحب مرحوم ہی تھے۔

آپ اس خدمت کے لئے حاضر ہوئے تو خلافت ثالثہ کا عہد مبارک تھا اور جب اپنے مولا کے حضور حاضر ہوئے تو خلافت خامسہ کا مبارک دور ہے۔ اس طرح سے آپ کو تین خلفائے مسیح موعودؑ کے خصوصی عملہ میں قریباً 45 برس تک شامل رہنے کی توفیق وسعادت ملی۔ لندن ہجرت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ آپ کو دنیا کے متعدد ممالک کے سفر کرنے کی سعادت بھی ملی۔

مرحوم کا تفصیل سے ذکر خیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”میں ان کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب یہ جماعت کی خدمت کے لیے ربوہ میں آئے تھے۔ یقیناً سب لکھنے والوں نے جو بھی لکھا ہے بڑی حقیقت ہے۔ بڑے بے لوث ہو کر خدمت کرنے والے تھے اور کامل اطاعت کرنے والے تھے۔........ بے شمار لکھنے والوں نے جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی خوبیاں لکھی ہیں اور جو بھی لکھی ہیں واقعی حق لکھا ہے۔ یہی خوبیاں ان میں موجود تھیں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اپنی خدمت کو، اپنے عہد کو وفا سے نبھاتے ہوئے یہ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ ہر عہد جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا اس کو پورا کیا۔ ان کی زندگی میں ہمیں یہی نظر آتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شہید ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان میں شامل فرمائے، آمین“۔ (الفضل انٹرنیشنل لندن مؤرخہ یکم مئی 2020ء صفحہ 8)

مکرم شاہد احمد جنجوعہ صاحب مرحوم

خاکسار کے تایا زاد بھائی مکرم شاہد احمد جنجوعہ صاحب ابن مکرم راجہ محمد اسماعیل صاحب کورونا وائرس کے باعث ایک ماہ تک لندن کے ایک ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے بعد مورخہ 25 اپریل 2020ء کی صبح اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کی پیدائش جولائی 1949ء میں بمقام چٹا گانگ (مشرقی پاکستان) ہوئی تھی۔ اُس وقت ہمارے تایا جان ریلوے میں ملازمت کے سلسلہ میں وہاں متعین تھے۔ ہمارے خاندان میں احمدیت ہمارے دادا مکرم فضل دین صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کرنے کی سعادت پائی تھی۔

مکرم جنجوعہ صاحب مرحوم نے ابتدائی تعلیم ربوہ کے تعلیم الاسلام سکول و کالج میں حاصل کی۔ اس اعتبار سے آپ ٹی آئی کالج کے طلبائے سابق کی تنظیم کے ممبر ہونے پر فخر کرتے تھے۔ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں کچھ عرصہ استاد بھی رہے۔ پھر رحمت بازار میں شاہد جنرل سٹور کے نام سے ایک دکان کھولی اور کچھ ہی عرصہ بعد اسے اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے 1973ء میں جرمنی چلے آئے۔ یہاں آپ نے بڑی محنت کے ساتھ اپنا کاروبار منظم کیا۔ ابتداء میں آرٹیفشل جیولری پھر چمڑے کی مصنوعات کا کاروبار کرتے رہے اور آخر پر ٹیکسٹائل کے شعبہ میں آگئے۔ آپ کا کاروبار اس قدر وسیع تھا کہ نئے آنے والے بہت سے احمدی نوجوانوں کو آپ کے ہاں بآسانی ملازمت مل جایا کرتی تھی۔ اسی طرح مالی قربانی کے اعتبار سے بھی جرمنی کے متمول ترین احباب جماعت میں سے شمار ہوتے تھے۔

جرمنی آنے کے بعد ابتداء میں مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیدار رہے۔ پھر نیشنل شعبہ مال میں معاون کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اسی دوران آپ کو سیکرٹری مشن مقرر کیا گیا، اس حیثیت سے آپ جملہ قانونی و سرکاری خط و کتابت اور معاملات سرانجام دیتے رہے۔ بعدہ آپ نیشنل سیکرٹری جائیداد اور آڈیٹر بھی رہے۔

مرحوم بے حد ہمدرد مزاج انسان تھے، خدمت خلق کا جذبہ غیر معمولی تھا۔ ایک مرتبہ خاکسار کو پیزا کھلانے ایک دکان پر لے گئے، ہم دونوں پیزا کھانے لگے تو یک دم اٹھ کر باہر چلے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کھڑے کسی شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کچھ کہہ رہے تھے، پھر واپس دکان میں آکر دکاندار کو کچھ کہا اور پھر میرے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔ میرے استفسار پر کہنے لگے کہ میری نظر اُس شخص پر پڑی تھی اور وہ کوڑے والے ڈبہ سے کچھ تلاش کر رہا تھا کہ کھانے کو کچھ مل جائے۔ میں نے اسے جاکر منع کیا ہے اور اس کے لیے بھی پیزا کا آرڈر کیا ہے۔

پاکستان میں غرباء، بیوگان، یتامیٰ اور دیگر ضرورت مندوں کی نہایت خاموشی کے ساتھ بے لوث مستقل مالی امداد کرتے رہتے جس کا اب ان کی وفات کے بعد علم ہو رہا ہے۔ مرحوم موصی تھے اور East London کے Roding Lane Cemetery میں قائم احمدیہ قبرستان کے قطعہ موصیان میں مؤرخہ 29 اپریل 2020ء کو مرحوم کی تدفین عمل میں آئی۔ اس سے قبل مکرم عارف خان صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں موجودہ حالات کے پیش نظر صرف دس قریبی افراد شامل ہوئے۔ تدفین کے بعد دعا بھی مربی صاحب نے کرائی۔

آپ کے لواحقین میں پہلی بیوی سے ایک بیٹی اور دوسری اہلیہ اور ان سے دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ رحمت و مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، اسی طرح ہم سب لواحقین کو صبر جمیل اور ان کی نیکیوں اور خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (طاہر اختر، فرانکفرٹ)

محترمہ پروین اختر صاحبہ

خاکسار کی تائی جان محترمہ پروین اختر صاحبہ زوجہ مکرم فضل احمد طاہر صاحب، حلقہ لُورپ (ہمبرگ) مؤرخہ 18 مارچ 2020ء بعمر 62 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون

مرحومہ موصیہ تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مؤرخہ 20 مارچ بروز جمعہ صبح 10 بجے مربی سلسلہ محترم شکیل عمر صاحب نے پڑھائی۔ جس کے بعد Stellingen کے مقامی قبرستان میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ کا آبائی تعلق نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ پاکستان سے تھا۔ مرحومہ 1981ء سے جرمنی میں رہائش پذیر تھیں۔ مرحومہ بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والی۔ نہایت ذوق و شوق سے نوافل کی ادائیگی نیز تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کرنے والی تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والی اور خلیفہ وقت کی سبھی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ دعائیں ہمیشہ وردِ زباں رہتیں۔ لجنہ اماء اللہ کی مجالسِ عاملہ میں مختلف خدمات کی توفیق پائی۔ نہایت ملنسار اور مہمان نواز تھیں۔

مرحومہ کے پسماندگان میں شوہر فضل احمد طاہر صاحب کے علاوہ ایک بیٹی نورین طاہر اور تین بیٹے نعمان طاہر۔ عدنان طاہر اور حنان طاہر شامل ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(امتیاز احمد شاہین، مربی سلسلہ فرانکفرٹ)

جرمنی بھر میں

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

20فروری کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام، قرآن اور آنحضرت ﷺ کی صداقت وحقانیت کے نشان کے طور پر ایک عظیم الشان فرزند کی پیشگوئی عطا کی گئی تھی۔ چنانچہ اس نشان کے پورا ہونے کی خوشی میں ہر سال جماعت احمدیہ عالمگیر جلسہ ہائے یوم پیشگوئی مصلح موعودؓ منعقد کرتی ہے جس میں اس پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ الحمد للہ امسال بھی ماہ فروری میں جرمنی کی بہت سی جماعتوں اور لوکل امارات کو بھرپور طریقہ سے یہ جلسے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اب تک موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق 88جماعتوں اور 7لوکل امارات میں جلسہ جات منعقد ہوئے، جس میں10639 احباب وخواتین نے شرکت کی۔ بعض جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی تفصیلی رپورٹس حسب ذیل ہیں: (محمد نور احمد گوندل، شعبہ تربیت جرمنی)

ہاناؤ

مؤرخہ 23 فروری 20ء کو چھ بجے بعد نماز مغرب وعشاء مسجد بیت الاحد میں منعقد ہوا۔ تمام ذیلی تنظیموں کے توسط سے احباب جماعت کو اطلاع دی گئی۔ جلسہ کا بینر لگایا جس پر پیشگوئی مصلح موعودؓ اردو اور جرمن زبان میں لکھی ہوئی تھی۔ تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ مکرم حافظ شازل احمد ثاقب صاحب نے پیش کی جبکہ جرمن ترجمہ مکرم محمد احمد کاہلوں صاحب نے پیش کیا۔ مکرم تنویر احمد صاحب نے کلام حضرت مسیح موعودؑ، فسبحان الذی اخذی الاعادی، بڑی خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔ اس کا جرمن ترجمہ مکرم ولید شاہد صاحب نے کیا۔ اس کے بعد مکرم راجہ کلیم اللہ صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ اردو میں پیش کئے جن کا جرمن ترجمہ مکرم محسن احمد صاحب نے کیا۔ بعد ازاں مکرم آفاق احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا کلام ''ہمنشیں تجھ کو ہے اک پر امن منزل کی تلاش'' اردو اور جرمن زبان میں پیش کیا۔ پھر مکرم عباس احمد صاحب نے اردو تقریر بعنوان ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' کی۔ اس کے بعد ناصرات نے ترانہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم مصدق احمد جنجوعہ صاحب نے جرمن تقریر بعنوان „Wer kann den willen Gottes stoppen" کی۔ آخر پر مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب کے ساتھ سوال و جواب کی ایک نشست منعقد ہوئی جس کے اختتام پر مولانا نے سیرت حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ایمان افروز واقعہ سنایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اجلاس کی مجموعی حاضری 163 تھی۔ (احمد حسنی جنجوعہ۔ صدر جماعت ہاناؤ)

کاسل

مؤرخہ 23فروری 20ء کو مسجد محمود کاسل میں جلسہ زیر صدارت مکرم ساجد احمد نسیم صاحب ریجنل مربی سلسلہ و صدر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مع جرمن ترجمہ ترک نَواحمدی مکرم حسن اوداباسی صاحب نے کی اور اُردو ترجمہ مکرم مبارک احمد صاحب نے پیش کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد'' مکرم ملک فاروق احمد صاحب نے ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ جس کا جرمن ترجمہ مکرم ملک نعیم احمد صاحب نے پیش کیا۔ پہلی تقریر جرمن زبان میں مکرم عاطف چوہان صاحب نے Wer kann den Willen Gottes stoppen? کے عنوان پر کی جس کا اردو ترجمہ مکرم طارق احمد صاحب نے ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے؟ پیش کیا۔ اس تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مؤرخہ 20فروری 1944ء کو ہوشیارپور میں جلسہ کے موقع پر اپنے ''مصلح موعود'' ہونے کا پرشوکت اعلان کے حوالہ سے تفصیلی ذکر کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم بلال احمد بھٹی صاحب نے ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے حوالہ سے ایک کوئز پروگرام کے تحت اطفال، خدام اور انصار سے مختلف سوالات کے جوابات پوچھے گئے۔

اس جلسہ کے آخر پر صدر اجلاس نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ مؤرخہ 20فروری 2020ء کی روشنی میں حضرت مصلح موعودؓ کی اشاعت اسلام کے بارہ میں کی گئی کاوشوں اور ہماری ذمہ داریوں کے حوالہ سے گزارشات کیں کہ کس طرح ہم نے اس پرفتن زمانے میں اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں خلیفہ وقت کے دست و بازو بننا ہے۔

اس کے بعد دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں کاسل شہر کے علاوہ دور دراز کے علاقوں مثلاً Korbach, Hann Münnden, Eschwege, Wolfhagen, Arolsen, Melsungen, Bad سے بھی بڑے ذوق وشوق اور جذبے کے ساتھ احباب وخواتین شمولیت کے لئے حاضر ہوئے۔ بعد ازاں تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا اور چائے پیش کی گئی۔ اس جلسہ کی کل حاضری 291 تھی۔

(ساجد احمد نسیم، صدر جماعت کاسل)

باقی صفحہ 43 پر

جرمنی کے شب وروز

جرمنی میں کورونا وائرس

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی

کہنے کو کورونا ایک وائرس زندگی کی تمام اقسام میں سب سے چھوٹی قسم ہے اور حالت اس کی یہ ہے کہ زیست وموت کے درمیان معلّق ہے، نہ تو پوری طرح زندہ ہے نہ ہی پوری طرح مردہ۔ اس کے باوجود گزشتہ تین ماہ سے اس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مشرق ومغرب میں ہر ملک پر اس وقت کورونا کی حکمرانی ہے۔ اقتصادیات، معاشرت، نظام حکومت، مذہب، غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ پر اس وقت "کورونا" چھایا ہوا ہے۔

جرمنی بھی اِس وباء کی لپیٹ میں آیا تو ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے اثرات سے دیگر ممالک کے مقابلہ میں کہیں زیادہ محفوظ رہا ہے اور یہاں کی صورت حال کئی پہلوؤں سے مختلف ہے۔ اوّل تو جرمنی میں وائرس کا پھیلاؤ بہت کم ہوا ہے۔ اِس وقت جرمنی میں کورونا سے متاثرین کی تعداد 1800 فی ملین آبادی سے بھی کم ہے۔ جبکہ برطانیہ اور ہالینڈ میں 2000، امریکہ میں 2500، اٹلی میں 3100 اور ہسپانیہ میں 4500 متاثرین فی ملین آبادی تک پہنچ چکی ہے اور اس میں اضافہ جاری ہے۔

اس سے بھی زیادہ واضح فرق کورونا کی وجہ سے اموات کے اعتبار سے ہے۔ جرمنی میں یہ تعداد محض 67 فی ملین آبادی ہے۔ جبکہ امریکہ میں 152، سویڈن میں 198، ہالینڈ میں 242، برطانیہ میں 282، فرانس میں 326، اطالیہ میں 423، ہسپانیہ میں 474 فی ملین آبادی ہے۔ اسی طرح اس مرض میں مبتلا ہو کر صحتمند ہونے والوں کی تعداد بھی سب سے زیادہ جرمنی میں ہی ہے۔ پس کورونا وائرس کے پھیلاؤ اور شرح اموات، دونوں طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی کی صورتحال دیگر ممالک کی نسبت نہ صرف بہتر، بلکہ بہت بہتر ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وائرس کا پھیلاؤ اور اس سے اموات کی شرح میں اتنے زیادہ تفاوت کی چند وجوہات تو واضح ہیں۔ ایک تو جرمنی کا بہتر نظام صحت ہے۔ مثلاً جرمنی کے ہسپتالوں میں فی ملین آبادی 8000 بستر موجود ہیں۔ جبکہ فرانس میں 5980، ہالینڈ میں 3320، اطالیہ میں 3180، ہسپانیہ میں 2970 اور برطانیہ میں محض 2540 فی ملین۔

دوسری بڑی وجہ جرمنی میں میڈیکل سٹاف کی تعداد ہے۔ اگر مناسب تعداد میں ڈاکٹر اور نرسیں موجود نہ ہوں تو محض ہسپتال کا ہونا ہی کافی نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹروں کی شرح کو دیکھا جائے تو جرمنی کے 4250 فی ملین آبادی کے مقابل پر فرانس میں 3160، برطانیہ میں 2810،

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں خیال کرتا ہوں کہ امراضِ سینہ مثلاً سِل، کھانسی وغیرہ کے واسطے اس سورۂ شریفہ (سورۃ الناس: ناقل) میں ایک دعا ہے۔ کیونکہ آجکل ڈاکٹروں نے یہ تحقیقات کی ہے کہ پھیپھڑے میں ایک باریک کیڑے ہوتے ہیں جن کو جرمز کہتے ہیں۔ جب وہ پیدا ہو جاتے ہیں تب پھیپھڑا زخمی ہو کر سِل کی بیماری اور کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ جِنّ بھی ایک باریک اور مخفی شئے کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں ان اشیاء کے شر سے پناہ چاہی گئی ہے۔ جو سینہ کے اندر ایک خرابی پیدا کرتے ہیں۔ ناظرین اس کا تجربہ کریں۔ لیکن صرف جنتر منتر کی طرح ایک دُعا کا پڑھنا اور پھونک بے فائدہ ہے، سچے دل کے ساتھ اور معنی کو یہ سورۃ بطور دُعا کے مریض اور اس کے معالج اور تیمار دار پڑھیں اور مریض کے حق میں دُعا کریں تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور بخشنے والا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ایسے بیماروں کو اس کلامِ پاک کے ذریعہ شفا حاصل ہو واللہ اعلم بالصواب"۔ (حقائق الفرقان صفحہ 587)

امریکہ میں 2610 فی ملین آبادی ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ ہنگامی صورتحال میں ڈاکٹر پر جتنے زیادہ مریض دیکھنے کا بوجھ پڑے اتنا ہی اس کی توجہ بٹ جانے کی وجہ سے مریض کی حالت خراب ہونے کا امکان ہوتا ہے۔لیکن محض ڈاکٹر بھی کافی نہیں ہوتا کیونکہ کورونا جیسے امراض میں متاثرین کی مسلسل دیکھ بھال کے لئے تربیت یافتہ عملہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جرمنی میں 12930 فی ملین آبادی نرسیں کام کر رہی ہیں جبکہ ہالینڈ میں 10880، برطانیہ میں 7830، اطالیہ میں 5800 اور ہسپانیہ میں 5740 فی ملین آبادی۔

تیسری اہم وجہ جرمن قوم کا ڈسپلن ہے۔ جب لاک ڈاؤن کا فیصلہ کر لیا گیا تو پوری قوم نے اس پر فوری طور پر عمل شروع کر دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ انتظامی ڈھانچہ بھی ایسا ہے کہ ہر جگہ فوری نگرانی بھی شروع ہو گئی۔ کسی جگہ بھی وفاقی حکومت کے مقابل پر نرمی نہیں کی گئی حالانکہ بعض صوبوں کو بہت زیادہ مالی نقصان بھی ہوا۔

چوتھی اہم وجہ جرمن حکومت ہے۔جس نے ہمیشہ کی طرح قابل ماہرین کی رائے کو وزن دیتے ہوئے بر وقت لاک ڈاؤن کا فیصلہ کیا۔ جبکہ بعض حکومتیں سیاسی اور اقتصادی مفادات کے پیش نظر کورونا کے خطرہ کو معمولی جان کر لاک ڈاؤن سے ہچکچاتی رہیں۔ اسی طرح جرمن وفاقی حکومت نے صوبوں کی رائے کا احترام کیا اور افہام و تفہیم کے ساتھ ہر معاملہ میں مناسب اور متوازن لائحہ عمل اپنایا۔ اپوزیشن نے بھی فوراً اور مکمل طور پر حکومت کی تائید کی۔ چانسلر میرکل کی شخصیت، ان کے تجربہ اور دھیمی طبیعت کا بھی اس سلسلہ میں اہم کردار ہے۔ چانسلر صاحبہ نے متعدد مواقع پر اپنا واضح لائحہ عمل اور اس کی بنیاد، جو اعداد و شمار اور بعض حسابی اندازوں پر مشتمل تھی، نیز اہداف قوم کے سامنے رکھے۔ اس کے نتیجہ میں لوگوں میں حکومت پر اعتماد بڑھا اور حکومتی پالیسیوں پر پورا عمل کیا گیا اور یہ سیاست کا ایک نہایت اہم بنیادی اصول ہے۔ محض احکامات جاری کرنے سے مقاصد حاصل نہیں ہوا کرتے، عوام کو بات آسان طریق پر سمجھانا بھی ایک فن ہے۔

پانچویں اور میرے خیال میں حقیقی وجہ یہ ہے کہ جرمنی نے ماضی کی طرح اب بھی لاکھوں کی تعداد میں جنگوں کے نتیجہ میں لٹے پٹے، بے گھر و بے اماں ہوئے لوگوں کو پناہ دی ہے۔ چونکہ جرمنی نے بطور قوم ان پناہ گزینوں کا تمام بوجھ اٹھایا اور انہیں تمام بنیادی سہولیات مہیا کی ہیں اور جنگ اور بھوک اور بیماری کے خوف سے بے گھر لاکھوں انسانوں کو اپنے ہاں پناہ دے کر بچایا ہے اس لئے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ کے اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خاص فضل سے جرمنی کو دیگر ممالک کی نسبت حیرت انگیز طور پر اس بلاء سے محفوظ رکھا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۔ دنیاوی اسباب ضرور ہیں، جن کا اوپر مفصل ذکر ہو چکا ہے، تاہم ان اسباب کا جمع ہو جانا بھی اللہ کا فضل ہی ہے۔

جماعت جرمنی کی کورونا وائرس کے ایّام میں خدمات

کورونا وائرس کے بحران کے دوران جماعتی خدمات اور کوششوں کے بارہ میں نیشنل جنرل سیکرٹری صاحب جرمنی نے اخبار احمدیہ کے نامہ نگار کو بتایا کہ:

کورونا کے متعلق ملکی حفاظتی اقدامات کے پیش نظر حضور انور سے ہدایت حاصل کی گئی اور تمام جماعتی اندرونی و بیرونی پروگرام کینسل کر دئے گئے۔

کورونا وائرس کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نسخہ کے مطابق ہومیوپیتھی ادویات لندن سے مکرم ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب کی مدد سے جرمنی کے ایک احمدی دواخانہ Kur Apotheke کو مہیا کی گئیں۔ ادویات کی قیمت جماعت نے ادا کی اور تمام احمدی اس دواخانہ سے صرف ڈاک خرچ ادا کر کے منگوا سکتے ہیں۔

احباب کی معلومات کے لئے معلوماتی سرکلر Corona Infoblatt کے نام سے باقاعدگی سے سب جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔

احمدیہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے تحت جرمنی بھر کی تمام جماعتوں کو احمدی ڈاکٹروں میں تقسیم کیا گیا تا کہ احباب کو بآسانی طبی مشورے دیئے جا سکیں۔ اسی طرح ایسوسی ایشن نے ویب کانفرنسز کے ذریعہ بھی مفید معلومات دیں۔

جماعت کی النصرت ویلفیئر سوسائٹی کے تحت ایک Hotline 06950983701 قائم کی گئی جس پر فون کر کے کورونا کے حوالے سے طبی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

تمام مساجد اور نماز سینٹرز میں صفائی کا خیال رکھنے اور تمام دفاتر میں کام کے طریق کار اور احتیاطی تدابیر کے متعلق معلومات پہنچائی گئیں۔

ایسے تمام احمدی احباب جن کے کاروبار متاثر ہوئے ہیں ان کے لئے ملکی اداروں کی طرف سے مہیا کی جانے والی امداد اور اس سے متعلق معلومات کو یکجا کر کے آسان زبان میں سب احباب جماعت تک پہنچایا گیا۔

ایک بہت بڑی تعداد میں احمدی احباب جو بیرون از جرمنی گئے ہوئے تھے، انہیں جرمن حکومت کے ذریعہ واپس لانے کے لئے شعبہ خارجیہ نے اعلیٰ سطحی رابطے کر کے انتظامات کئے۔

حضور انور کی اجازت سے جلسہ مسیح موعودؑ کا Online انعقاد کیا گیا۔ اسی طرح رمضان میں باقاعدگی سے روزانہ مرکزی طور پر آن لائن درس کا انتظام کیا گیا ہے۔

ہر جماعت میں سیکیورٹی اور ہیلتھ کمیٹی قائم کی گئی جو باقاعدگی سے اپنی جماعت کے تمام احباب کی صحت اور جماعتی جائیداد کی حفاظت کے متعلق تدابیر کا جائزہ لیتی رہتی ہے۔ جس کی بنیاد پر روزانہ احباب جماعت کی خیریت اور بیمار احباب سے متعلق حضور انور کی خدمت میں روزانہ رپورٹ بھجوائی جاتی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ خدمت خلق کے ذریعہ مستحق لوگوں کی مدد کی گئی جس میں ان کے لئے بنیادی راشن کو مہیا کرنا شامل ہے۔

علاوہ ازیں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی بتایا کہ:

لجنہ اماء اللہ نے 70,941 کی تعداد میں حفاظتی ماسک تیار کر کے مختلف اداروں اور عوام الناس میں تقسیم کئے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں برکت بخشے، انہیں قبول فرمائے اور اس وباء سے ساری دنیا کو جلد نجات عطا فرمائے، آمین۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا روحانی پروگرام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬

غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾ (روزانہ کم از کم 7 مرتبہ پڑھیں)

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ (البقرہ :251)

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ (ال عمران : 9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اسکے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

اے اللہ! ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

سُبۡحٰنَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرٰھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرٰھِیۡمَ، اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرٰھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرٰھِیۡمَ، اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں، یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔
اے اللہ برکتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں، یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔
(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

روزانہ دو نفل ادا کریں اور ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھیں

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 21
ISSUE 05
May 2020
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir